REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN-61/57-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ٭ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

جلد ۴۴

شمارہ ۴۴

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN-INDIA

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائب مدیران:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

۳۰ پاؤنڈ یا ۴۵ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک

دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ہفت روزہ بدر قادیان

۶ رجب ۱۴۱۶ ہجری — ۳۰ نبوت ۱۳۷۴ ہش — ۳۰ نومبر ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۸ نومبر ایم۔ٹی۔اے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ احباب جماعت اپنے جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

خوش قسمت کون ہے

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جائے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ گے کیونکہ گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اس کا فضل عطا نہ ہو اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے۔ اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہم کو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ (آمین) کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اس کو ملتی ہے اور جس سے لاپروائی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔ جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے وہ پاک نہیں ہو سکتے گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جن کو یہ فکر لگی رہتی ہے۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

جب تک اندرونی نور موجود نہ ہو آسمان سے اترنے والے نور سے نہ کوئی تعلق قائم کر سکتا ہے اور نہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۷ نومبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۱۷ نومبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کے تسلسل میں سورہ النور کی آیت "اللہ نور السمٰوات والارض ... الخ" کی تشریح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنے نور کے لئے چنا اور دوسری تعلیمات سے بے بہرہ رکھا اس لئے کہ وہ تمام تعلیمات خدا تعالیٰ نے آپ کو خود دینی تھیں اس لئے آپ کا اُمی لقب ہونا آپ کی منفرد صفت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فطرت نورانی تھی اور نہایت روشن۔ اگر آسمان سے شعلہ نور نہ بھی نازل ہوتا تو اپنے تمام تعلقات میں اس نے نور ہی رہنا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اندرونی نور غیر معمولی شان کا عطا ہوا تھا اور اس پر جو آسمان سے نور اترا تو نور علیٰ نور ہو گیا۔ ہر صفت کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر چمکے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر شخص جو نور پاتا ہے وہ محمد رسول اللہ سے نور یافتہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو سراج بھی فرمایا ہے اور سورج کی روشنی کو ضیاء فرمایا ہے جو اس کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کو نور فرمایا ہے یہ بتانے کے لئے کہ اللہ کے تعلق سے آپ نور ہیں اور بنی نوع انسان کے تعلق سے سراج ہیں۔ جو کچھ آپ کی ذات میں جلوہ گر ہے وہ اللہ کا نور ہے اور بنی نوع انسان کے تعلق میں آپ سراج ہیں (باقی صفحہ ۱۴)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّد رّسُول اللّٰہ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۲۰ نبوت ۱۳۷۴ ہش

نفرت کی بدولت پھیلا ہے!

(۱)

ہمارے سامنے اس وقت جالندھر سے شائع ہونے والے ہندی روزنامہ "اُتم ہندو" کے قسط وار مضامین ہیں جن میں مضمون نگار بشن سوروپ گوئیل نے بعنوان "گاندھی جی نے قرآن پڑھی ہوتی تو" کے تحت قرآن مجید کے خلاف نہایت ہی بغض و تعصب کے رنگ میں اپنی کم فہمی و جہالت کی بناء پر بہت کچھ کیچڑ اُچھالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے گاندھی جی قرآن مجید اور اسلام کے بڑے مداح تھے لیکن اگر انہوں نے کہیں قرآن مجید پڑھا ہوتا تو وہ کبھی ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ نہیں لگاتے۔

مضمون نگار نے مزید لکھا ہے کہ پاکستان بنانے کے ذمہ دار دراصل محمد علی جناح نہیں بلکہ مہاتما گاندھی اور جواہر لعل نہرو جیسے لیڈر تھے جنہوں نے آزادی کی چاہت میں نہیں بلکہ فوری کرسی حاصل کرنے کی خواہش میں انگریزوں کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے مسلمانوں کو ہندوستان کا تیس فیصد ٹکڑا کاٹ کر پاکستان بنانے کے لئے دے دیا۔

گاندھی جی نے قرآن مجید پڑھا تھا یا نہیں؟ پاکستان بنانے کا ذمہ دار کون ہے اس بات کو کسی اور موقع کے لئے اٹھا رکھتے ہوئے پہلے ہم گوئیل صاحب کے اُن اعتراضات باطلہ کا نمبر وار جواب دیتے ہیں جو انہوں نے مقدس قرآن مجید کی اعلیٰ و ارفع شان کو نہ سمجھتے ہوئے اس پر لگائے ہیں لیکن اس سے پہلے یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ گوئیل صاحب جو عربی زبان سے ناآشنا اور قرآن مجید سے سخت بغض و نفرت اپنے دل میں رکھتے ہیں انہوں نے آیات قرآنی کو ہندی رسم الخط میں اس قدر غلط لکھا ہے جو قرآنی شان اور ادب کے خلاف ہے۔ حالانکہ جو شخص عربی اور ہندی سے واقف ہو وہ ایک حد تک ہندی رسم الخط میں بھی صحیح طور پر قرآن مجید کے الفاظ کی ادائیگی کی کوشش کر سکتا ہے خیر اس سے قرآن مجید کی اعلیٰ و ارفع شان پر تو کوئی حرف نہیں آتا لیکن اس سے لکھنے والے کی ذہنیت کا پتہ ضرور چلتا ہے کہ وہ کروڑوں لوگوں کے مذہبی جذبات سے جڑی ہوئی عظیم روحانی کتاب کو کس قدر استخفاف و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ دانشمند کا قول ہے کہ جس بات کا علم نہ ہو اُسے کہنے یا سننے سے رُک جائے۔ اگر گوئیل صاحب صحیح عبارت نہیں لکھ سکتے تھے تو صرف ترجمہ ہی کر دیتے وہ بھی ان کے لئے کافی تھا۔ علاوہ اس کے آیات کا ترجمہ کر کے جو مطالب انہوں نے اخذ کئے ہیں ان پر تو جناب گوئیل کی عقل پر اور ان کی بے وقوفی پر ہنسی بھی آتی ہے اور ساتھ ہی رونا بھی آتا ہے کہ یہ کم عقل لوگ ایسے دیا ہلاتہ مضامین لکھ کر خود تو جہالت کے گڑھے میں گرتے ہی ہیں لیکن ساتھ ہی سادہ لوح لوگوں میں بھی جہالت، بغض اور نفرت و تعصب پھیلانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

گوئیل صاحب کے مضامین کی ابھی تین قسطیں ہمارے پاس پہنچی ہیں اور مزید قسطوں کا سلسلہ ابھی جاری ہے تا حال جو زہر افشانی انہوں نے ان پر سہ اقساط میں کی ہے اُسے ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) — قرآن مجید کافروں کو دُکھ پہنچانے اور اُن کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے

(۲) — قرآن سب دنیا کو مسلمان بننے کا حکم دیتا ہے اور جب تک کافر مسلمان نہ ہوں اُن سے لڑنے کی تعلیم ہے اس لئے قرآن کا اللہ سب دُنیا کا اللہ نہیں صرف اسلام یا مسلمانوں کا اللہ ہے۔

(۳) — قرآن مجید عیاشی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

مذکورہ بالا اعتراضات باطلہ میں سے پہلے اعتراض کو صحیح ثابت کرنے کے لئے سیاق و سباق اور اصل مفہوم سے ہٹ کر مضمون نگار نے بعض آیات قرآنی پیش کی ہیں ان میں سورۃ البقرہ کی آیات ۹۰ – ۹۷ – ۹۸ – ۹۹ – ۱۳۰ – ۱۳۱ – ۱۳۲ – ۱۳۳ – ۱۳۴ – ۱۳۵ – ۱۳۶ – شامل ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم ان آیات کا اصل مطلب اپنے قارئین کے سامنے رکھیں ہم چیلنج کے ساتھ لکھتے ہیں کہ آپ اول تا آخر قرآن مجید کو پڑھ جائیں۔ قرآن مجید میں کہیں غیر مسلموں کو قتل کر دینے کا حکم نہیں بلکہ قرآن مجید کے ماننے والے سب سے پہلے مکہ کے غیر مسلموں کے بہیمانہ و وحشیانہ مظالم کا شکار ہوئے ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام فرماتے ہیں:-

"بعض نا سمجھ جو اسلام پر جہاد کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ جبراً تلوار سے مسلمان کئے گئے تھے۔ افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنی بے انصافی اور حق پوشی میں حد سے گذر گئے ہیں ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عمداً صحیح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے تا یہ گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اس لئے لوگ جان بچانے کے لئے ان کے جھنڈے کے نیچے آ گئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ نے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا اور مدد طلب کی گئی تھی۔ اے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی افتراء ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش کے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں چرائیں اور بجز خدا کے اور کوئی متکفل نہ تھا اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی لڑکی نہ دی کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا ہے۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں اور نیز محض اُمّی (یعنی اَن پڑھ) تھے اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس برس کے سن تک (باقی صفحہ پر)

طالبانِ دُعا

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۶- بینٹنگ لین کلکتہ ۱- ۷۰۰۰۰۱

فون نمبر: ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۶
۲۲۳۰۶۹۴

ارشاد نبوی

اِشْفَعُوْا تُوْجَرُوْا

(سفارش کیا کرو تم کو سفارش کا بھی اجر ملیگا)

— (منجانب) —

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان

پروپرائٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

PHONE :- 04524-649

خطبہ جمعہ

جو مال خدا کے رستے سے روکا جائے وہ ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے اور روحانی ہلاکت ہے جو پہلے پیش نظر ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق یکم تبوک ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۚۖ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ○

(البقرہ : ۱۹۶)

پھر فرمایا:۔

"گزشتہ خطبے میں میں نے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" کی آیت پر کچھ امور آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے یعنی نیکی حقیقت میں وہی نیکی ہے جو محبت کے تعلق میں خرچ کے لئے انسان کو آمادہ کرے وہی نیکی جو محبت کے تعلق میں خرچ پر آمادہ کرے حقیقی نیکی وہی ہے "حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" میں بیان کر چکا ہوں کہ جس چیز سے انسان کو محبت ہو وہ خرچ کر ہی نہیں سکتا جب تک جس کے لئے خرچ کرے اس سے زیادہ محبت نہ ہو۔ پس یہ مضمون ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی کہ اگر تم محبت چاہتے ہو تو لازم ہے کہ وہ چیزیں میری راہ میں پیش کرو جن سے تمہیں محبت ہو۔ پس جب تم اپنی محبوب چیزیں قربان کرو گے تو میری محبت حاصل کر لو گے۔

ایک اور آیت میں اسی محبت کے مضمون کو آخر پر یوں کھولا ہے وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ" کہ دیکھو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور خرچ نہ کر کے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ تم بہت بڑا نقصان اٹھاتے ہو جب خدا کی راہ میں خرچ سے رک جاتے ہو۔ نقصان اٹھاتے ہو کہ گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے "وَاَحْسِنُوْا" خرچ کرو خدا کی راہ میں اور زیادہ اچھے انداز سے خرچ کرو اس میں حسن پیدا کرو "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ" اور یاد رکھو کہ اللہ یقیناً احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ وہی وعدہ جو محبت کا "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ" میں مضمر تھا وہ کھول کر یہاں بیان کر دیا گیا اور تقابل پہ یہ بات کھول دی کہ خدا کی محبت کے سودے ہی اصل سودے ہیں اور خدا کی راہ میں جب خرچ کرو تو اس کو خوبصورت بنا کے خرچ کرو۔ احسان کے مختلف مواقع پر مختلف معانی ہوتے ہیں۔ نماز میں احسان کا اور معنی ہے اور خرچ کے تعلق میں احسان کا اور معنی ہے۔ خرچ کے تعلق میں احسان کا وہی معنی ہے جو ہم روزمرہ کی زندگی میں ان کے تعلق میں جن سے ہمیں محبت ہو احسان کے مضمون کو ہمیشہ طبعی طور پر جاری بھی کرتے ہیں۔ سمجھتے بھی ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے ایک تحفہ انسان جب محبوب کو پیش کرتا ہے تو اس کے اردگرد وہ کاغذ جس میں وہ لپٹا ہوا ہو اس کی درحقیقت تو کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن دن بدن اس کی اہمیت اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ اب یہ باقاعدہ ایک سائنس بن چکی ہے کہ تحائف کو کس طرح ایک خوبصورت لباس میں لپیٹ کے پیش کیا جائے کہ دیکھنے والا اس کو جس طرح لپٹا ہوا ہے، جس طرح پیش ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے کہ میری خاطر کوئی محنت کی گئی ہے اور اب تو اتنے بڑے بڑے پارسلوں میں اتنے چھوٹے چھوٹے تحفے آنے شروع ہو گئے ہیں کہ اس مضمون کو انہوں نے بدل دیا ہے۔ قرآن کا مضمون تو حکمت پر مبنی ہے۔ تحفہ بنیادی مرکزی چیز رہنی چاہئے۔ اردگرد کا لباس احسان کا اظہار کرنے والا ہو کہ تحفے کے ساتھ بہت محبت وابستہ ہے اس لئے اسے سجایا گیا ہے اب جو دنیاداری کے طریق ہیں ان میں سجانے والی چیز زیادہ اہمیت اختیار کر جاتی ہے اور اندر والی چیز نسبتاً کم اور چھوٹی اس لئے انسان کو اس کا برعکس رد عمل پیدا ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ بہت بڑی کوئی چیز آئی ہے کھولے دیکھے تو اندر سے کوئی چیز خاص نہ نکلے تو ظاہر بات ہے کہ مضمون اپنے مقصد کو کھو دیتا ہے مگر قرآن کریم نے جس رنگ میں توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تم خدا کی خاطر خرچ نہیں کرتے تو یاد رکھو کہ ایسی بات نہیں کہ نہیں تو نہ سہی چلو ٹھیک ٹھاک ہے۔ فرماتا ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہے کہ بیچ کی بات نہیں ہے تم ہلاکت کی طرف جا رہے ہو۔ وہی مال جو تم خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بچاتے ہو وہ تمہاری ہلاکت پر منتج ہو گا اتنا بڑا کھلم کھلا اطلاق ہے اور پھر راہ میں خرچ کرنے کی تحریص کی خاطر یہ بیان فرمایا کہ محبت کی خاطر خرچ کرنا چاہتے ہو تو پھر سجا کر پیش کیا کرو۔ ایسے طریق پر پیش کرو کہ تمہاری قربانی میں مزید حسن پیدا ہو جائے اور یاد رکھنا کہ اللہ محسنین سے محبت کرتا ہے۔

اس خرچ کے مقابل پر کچھ دوسرے خرچ بھی قرآن نے بیان فرمائے ہیں لیکن اس سے پہلے چونکہ یہ مضمون تنبیہ کا چل رہا ہے ایک اور تنبیہ والی آیت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ ہلاکت کن معنوں میں ہوتی ہے اس کی تشریح قرآن کریم خود بیان فرما رہا ہے "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ" اے لوگو! جن کو ہم نے دنیا میں رزق عطا فرمایا ہوا ہے۔ اے ایمان لانے والو یاد رکھو کہ اس دن سے پہلے پہلے خرچ کر لو جس دن پھر کوئی سودا نہیں چلے گا تمہیں خرچ کا اختیار اس دنیا میں ہی ہے اس کے بعد کوئی خرچ کا اختیار نہیں رہے گا اور وہ وقت ہر لمحہ قریب آ رہا ہے کہ تمہارے اپنے مال سے تصرف کے اختیارات اٹھ جائیں گے اور چھین لئے جائیں گے آج جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو اور مرنے سے پہلے پہلے کرو "لَا بَیْعٌ فِیْهِ" اس میں کوئی سودا نہیں ہو گا "وَلَا خُلَّةٌ" اور کوئی دوستی بھی کام نہیں آئے گی "وَلَا شَفَاعَةٌ" اور کسی قسم کی سفارش نہیں چلے گی "وَالْکٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" (البقرہ: ۲۵۵) اور کافر لوگ تو خود ہی ظلم کرنے والے ہیں یہاں کافر کا ایک اور مفہوم بھی ہے جو اس مضمون سے تعلق رکھتا ہے وہ

ہے ناشکرے لوگ۔ وہ لوگ جو ناشکرے ہیں خدا تعالیٰ سے رزق پاتے ہیں پھر اُس کی راہوں میں اس کو روک رکھتے ہیں یہاں تک کہ موت آکر ان کو اپنے مال سے بے تعلق کر دیتی ہے اس پر ان کو کوئی تصرف نہیں رہتا۔ یہی ہیں جنہوں نے ظلم کیا ہے جب کہ موقع تھا کہ اسی مال کے نتیجے میں اللہ کی محبت کماتے اور لافانی اجر کے مستحق ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" یہی مضمون ہے مگر ایک اور رنگ میں خطاب میں ایک بہت ہی پیار کا کلمہ داخل کر کے تحریص فرما دی گئی ہے تنبیہ کے ساتھ اسی خطاب میں ایک تحریص کا پہلو بڑا نمایاں ہے "قُلْ لِّعِبَادِیَ" میرے بندوں سے کہہ دے جن پر مجھے اعتماد ہے کہ وہ میرے بندے بن کے دکھائیں گے جو ایمان لائے ہیں "یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" نماز کو قائم کریں "وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ" اور خرچ کریں اس سے جو ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے "سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً" چھپ چھپ کر بھی اور کھلم کھلا بھی یہاں بھی دیکھ لیں مسلسل چھپانے کے مضمون کو پیچھے رکھا ہے خرچ میں اور ظاہر کے مضمون کو بعد میں رکھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر محبت کے خرچ ہیں تو دنیا کی خاطر ہو ہی نہیں سکتے اور ثبوت اس بات کا کہ اللہ کی خاطر ہے یہ ہے کہ صرف اللہ کی نظر میں آئے چیز کسی اور کی نظر میں نہ آئے اس رنگ میں خرچ کرو لیکن اگر تم اسی رنگ میں خرچ کرتے ہو تو پھر اس بات کے بھی مجاز ہو کہ کھلم کھلے تحائف بھی پیش کرو کیونکہ بسا اوقات دنیا کی تحریص کی خاطر بعض خرچ کھلے کھلے کرنے پڑتے ہیں اس لئے بعض دفعہ اعلانیہ چندوں کی تحریک کی جاتی ہے اور اعلانیہ چندہ دینے والوں کے نام لئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی طریق اختیار فرمایا لیکن جو مخفی پہلو ہے وہ حفاظت کرتا ہے اعلانیہ کی۔ جو چھپی ہوئی نیکی ہے وہ ظاہر نیکی کی حفاظت کرتی ہے اور ضامن بن جاتی ہے اس بات پر کہ خدا کو یہ مقبول ہو گی کیونکہ اس کے بندے نے دنیا کی نظر سے نوافل محض چھپ کر کبھی راتوں کے اندھیروں میں کبھی مخفی طریق پر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کئے ہوئے ہیں پس یہ "عبادی" کا جب خطاب فرمایا تو اس کی طرف توجہ دلا دی کہ دیکھو "سِرًّا" کے پہلو کو بھلانا نہیں کھلی قربانیاں بھی پیش کرنا مگر ایسی مخفی قربانیاں بھی ضرور پیش کرنا ہے کہ اس سے یقین ہو جائے کہ تم محض محبت کی خاطر کر رہے ہو اور خدا کی محبت کی خاطر کر رہے ہو پھر اس کا جواب بھی اسی طرح ملے گا اور یہ جو جواب ہے میں ضمناً آپ کو بتا دوں اس کا ایک بہت گہرا تعلق انسان کے ہاتھ سے رونما ہونے والے اعجازوں سے ہے بسا اوقات ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ خاص اعجاز کا سلوک فرماتا چلا جاتا ہے اور دنیا نہیں سمجھتی کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے کوئی اس کی نیکی ایسی خاص دکھائی نہیں دیتی نمازیں بھی اسی طرح پڑھتا ہے جیسے دوسرے لوگ پڑھتے ہیں، قربانیاں بھی اسی طرح دیتا ہے جیسے دوسرے لوگ دیتے ہیں مگر ایک مخفی ہاتھ اعجاز کے ساتھ ساتھ چلتا ہے وہ سویا ہوا بھی ہوتا ہے تو اس کے لئے اس کا خدا جاگتا ہے اور اس کی تائید فرماتا ہے اس کا راز اس بات میں ہے کہ مخفی طور پر اللہ سے محبت کے ایسے اظہار کرتا ہے جس میں خدا کی نظر کے سوا اور کوئی نہیں دیکھتی تو اللہ بھی مخفی پیار کرتا ہے اور مخفی پیار کا مطالبہ ہے کہ دنیا کو پتہ ہی نہیں کہ پیار ہے کیوں، اور اندر اندر پیار کے رستے چل رہے ہیں۔ وہ اظہار دیکھتے ہیں تو تعجب میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن وہ باتیں نہیں دیکھتے جو اس مخفی پیار کو پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پہ ایک اور رنگ میں روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ خارق عادت باتیں تو لوگ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عادت کے خلاف ایک نمایاں طور پر اعجاز دکھایا، عادت سے مراد روزمرہ کا قانونِ قدرت ہے۔ قانونِ قدرت کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک بالا قانون کو جاری فرما دیا اور یہ نہیں سوچتے کہ ایسا کیوں ہوا فرمایا تم اگر اللہ تعالیٰ سے خارق عادت تعلق پیدا کرو گے تو لازم ہے کہ اللہ تمہارے لئے خارق عادت نشان دکھلائے۔ پس انبیاء کے لئے جو ایسے اعجاز دکھائے جاتے ہیں جن کا حل محض قانونِ قدرت کے سمجھنے میں نہیں بلکہ قانونِ قدرت سے بالا قوانین ہیں جو خارق عادت ہیں یعنی عام قانون سے ہٹ کر ہیں ان کے اجراء سے تعلق ہے۔

جو چھپی ہوئی نیکی ہے وہ ظاہر نیکی کی حفاظت کرتی ہے اور ضامن بن جاتی ہے اس بات پر کہ خدا کو یہ مقبول ہو گی کیونکہ اس کے بندے نے دنیا کی نظر سے نوافل محض چھپ کر کبھی راتوں کے اندھیروں میں کبھی اور مخفی طریق پر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کئے ہوئے ہیں

پس جو بندہ روزمرہ کے دستور کے مطابق عبادات کے حق بجا لانے کے علاوہ کچھ اور ایسے رنگ بھی رکھتا ہے جو تمام انسانوں کی عادتیں نہیں ہیں۔ ان سے بڑھ کر ان سے الگ ہو کر اللہ سے تعلق قائم کرتا ہے اور اس کیلئے قربانیاں پیش کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خارق عادت اعجاز نمائی کی یہ وجہ ہے۔ کیونکہ اللہ سب سے زیادہ شکر گزار ہے سب سے بڑھ کر شکر ادا کرنے والا ہے حالانکہ کوئی بھی ایسا وجود نہیں ہے جو اللہ کو ممنون کر سکے مگر اس کے شکر کے انداز نرالے ہیں۔ وہ دراصل احسان کا دوسرا نام ہے۔ حد سے بڑھا ہوا محسن جو ہے وہ چھوٹی سی بات پر بھی جو اس کو درحقیقت فائدہ نہیں پہنچاتی بلکہ ایک بے ضرورت سا اضافہ ہے اس کے تصرف میں اس پر بھی اتنا زیادہ ممنونِ احسان ہو جاتا ہے کہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کو اچھا بدلہ دے پس ایسے ممنون نہیں ہوتا ایک بادشاہ کو برگِ سبز کا تحفہ دے دیں تو اس کو ویسے ممنون ہونے کی وجہ ہی کوئی نہیں سارا ملک ہی اس کی ملکیت کی طرح کا ہے اور بے شمار خزانے بے شمار ضرورت کی ہر قسم کی چیزیں مہیا۔ لیکن بعض دفعہ تحفہ دینے والا ایک غریبانہ تحفہ پیش کرتا ہے اور اس کو انعامات کی خلعتوں سے نوازتا اور بے حد اس کے اس جذبے کو قبول کرتے ہوئے اس سے پیار اور تعلق کا اظہار کئی رنگ میں کرتا ہے حالانکہ بات بیچ میں کچھ بھی نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے کہ جذبہ جو پیچھے کام فرما ہے تحائف کی کنجی اس جذبے میں ہے۔ وہ جذبہ اگر خارق عادت ہو گا تو تحائف کی شکل بھی خارق عادت ہو جائے گی اور وہ مخفی جذبہ نیت سے تعلق رکھتا ہے اس اندرونی فیصلے کے حالات سے تعلق رکھتا ہے جن حالات میں ایک شخص نے ایک فیصلہ کیا ہے وہ حالات اگر ایسے ہوں کہ بظاہر ایک انسان توفیق نہ پاتا ہو کچھ پیش کرنے کی اور سوچوں کے بعد آخری دل کی نیت یہ فیصلہ کرے کہ جو کچھ بھی ہے میں خدا کی خاطر یہ ضرور کروں گا۔ یہ چونکہ خارق عادت فیصلہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے پھر خارق عادت طریق اختیار فرماتا ہے۔

لیکن خارق عادت سے پہلے احسان کا مضمون ہے اور یہ جو میں نے ابھی آیت آپ کے سامنے رکھی ہے اس میں احسان ہی کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے "وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ" کہ بعض لوگ ہیں جو احسان سے کام لیتے ہیں

اپنی چیزوں کو اپنی قربانیوں کو حسین بناتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ ایسے لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ اب فرمایا "سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً" اور "سِرًّا" کا مضمون میں بیان کر رہا ہوں کہ جو مخفی ہے اس میں خارق عادت باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اعلانیہ ہیں ان میں نہیں پائی جاتیں اس لئے اپنی مخفی قربانیوں کی حفاظت کریں اور ان پر نظر رکھیں اور ان کو پہلے سے بڑھ کر خوبصورت بنانے کی کوشش کرتے رہیں اور یہ وہ چیز ہے جو اس دن کام آئے گی "یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ" جس دن نہ کوئی تجارت کام آئے گی نہ کوئی دوستی کسی کے کام آئے گی۔

قیامت کے دن بھی بعض ایسے فیصلے ہونگے جن کی لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گی۔ قیامت کے دن بھی کچھ ستاری کے ایسے اظہار ہوں گے جس کی دنیا کو سمجھ نہیں آئے گی۔ بظاہر یوں لگے گا کہ خدا تعالیٰ نے یونہی بعضوں کو چن لیا ہے۔ ستر ہزار جو بے حساب اُمّتِ محمدیہ میں بخشے جائیں گے یا اُمّتِ محمدیہ میں جو خوش نصیب ستر ہزار کی تعداد میں بخشے جائیں گے یہ وہی لوگ ہیں بے حساب ہے ان کے اعمال نامے سے پردہ اُٹھایا ہی نہیں جائے گا کسی کو بتایا ہی نہیں جائے گا کہ نیکیاں کتنی تھیں بدیاں کتنی تھیں اور صرف یہ اعلان ہوگا کہ بخشے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ویسے تو اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس کو چاہے بخشے کسی دلیل کا محتاج نہیں مگر چونکہ حکیم ہے اس لئے مخفی در مخفی حکمتیں ضرور کارفرما ہوتی ہیں یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ محض ملکیت کے اظہار کی خاطر کرے اور اس میں مخفی حکمت کوئی نہ ہو۔ حکمت سے عاری خدا کا کوئی فیصلہ نہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں ان لوگوں کا بھی مخفی قربانیوں سے تعلق ہے۔ کچھ باتیں انہوں نے ایسی چھپا کر خدا کی خاطر کی ہیں اس کی محبت جیتنے کے لئے کچھ ایسے انداز اختیار کئے جو اللہ جانتا ہے یا وہ جانتے ہیں۔ اس لئے قیامت کے دن بھی اللہ سب سے زیادہ شکور بن کر ان پر ظاہر ہوگا۔ کسی کو نہیں بتائے گا کہ کیا بات ہے، جس طرح انہوں نے چھپائی اپنی محبت اس محبت کو ایسے رنگ میں چھپائے گا کہ دنیا پر ظاہر تو ہوگی مگر سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا وجہ ہے کیوں ان لوگوں سے ایسا احسان کا سلوک ہو رہا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض خاص ادائیں خدا کی محبت کی اس کو پسند آتی ہیں جبکہ ایسا شخص بعض دفعہ بدیوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے کمزوریوں کا بھی شکار ہوتا ہے پس وہ بے حساب لوگ ہیں جو ممکن ہے کہ ان میں ایسے لوگ شامل ہوں جن کی بعض نیکیاں اتنی خالص تھیں، بعض ادائیں اللہ کو اتنی پیاری تھیں کہ ان بدیوں سے صرف نظر کرنے کا فیصلہ فرما لیا گیا وہ کھاتے اگر کھول کر پیش کرتے جاتے تو خدا کے احسان میں ایک قسم کی کدورت داخل ہو جاتی۔ وہ جتنے اللہ نے بخشا ہے مگر سب کو بتا کے بخشا ہے کہ یہ تھا اس لئے ان کو بخشا گیا ہے ایسے انداز میں کہ کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کھاتے کے اندر کیا چیز تھی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسی حساب کتاب کے مضمون میں یہ بھی فرماتے ہیں، یہ ایک انداز ہے ویسے تو خدا کا نہ جسم ہے نہ اس کے کان ہیں ایسے مگر اظہارِ بیان کا ایک طریق ہے جسے انسان سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا، بعض ایسے بندوں کو بلا کر ان کے کان میں بات کرے گا کہ دیکھو یہ بات ہے میں تجھے بخش رہا ہوں۔ تو یہ پیار کے انداز ہیں اور منعکس ہو رہے ہیں، اصل میں دل سے اُٹھے ہیں وہ انداز اور خدا تعالیٰ کے احسان کے آئینے سے منعکس ہو کر بہت زیادہ خوبصورت بن کر بہت زیادہ دلکش ہو کر اور روشن تر ہو کر پھر وہ قیامت کے دن جزاء کے طور پر پیش کئے جائیں گے۔

پس یہ جو قرآن کریم فرماتا ہے "سِرًّا وَّ جَهْرًا" ساتھ اس کے یہ بھی فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو اس طرح خرچ کرنے والے ہیں دوسرے لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے ان کا وجود ایک مختلف وجود ہے چنانچہ اس مضمون کو کھولتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ یَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

(سورہ النحل: ۷۶)

کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے غلام کی مثال بیان فرماتا ہے جو خود مملوک ہے یہاں عبد نہیں کہا گیا بلکہ مملوک لفظ ساتھ شامل کر کے جو خرچ کا مضمون چل رہا ہے اس کے ساتھ اس کے تعلق کو دوہرے طور پر باندھ دیا گیا ہے "لَا یَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ" کسی چیز پر بھی وہ قادر نہیں ہے کیا اس کی مثال اس جیسی ہو سکتی ہے "وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ" اس کی بھی مثال پیش فرما رہا ہے اللہ جیسے کہتا ہے ہم نے رزق عطا فرمایا "حَسَنًا" بہت خوبصورت رزق تھا۔ "فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ" پھر وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے "سِرًّا وَّجَهْرًا" مخفی طور پر بھی اور ظاہر کرتے ہوئے بھی "هَلْ یَسْتَوٗنَ" بھلا یہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔

اب یہ "ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا" کا اس مضمون سے کیا تعلق ہے۔ ایک غلام تو بے اختیار ہے وہ خرچ بے چارہ کر ہی نہیں سکتا اس کا کیا قصور ہے اور اس کے مقابل پر جو آزاد ہے اس کے خرچ کی اتنی تعریف کیوں کی جا رہی ہے اگر عام سرسری نظر سے یہ آپ پڑھتے رہیں قرآن کریم تو بہت سے ایسے مسائل ہیں جو کبھی بھی آپ پر حل نہیں ہوں گے جہاں تعجب کی بات ہے وہاں ٹھہرنا چاہئے غور کرکے سمجھنا چاہئے کہ کوئی ضروری مخفی پیغام ہے۔ دراصل یہاں "عَبْدًا مَّمْلُوْكًا" سے مراد واقعۃً غلام نہیں ہیں بلکہ وہ جو اپنی دولت کا غلام بن جاتا ہے، جو شیطان کا بندہ ہو کر خود اپنی ہی دولت کا غلام بن جاتا ہے اور اس کے تصرف سے اس غلامی کے نتیجے میں وہ دولت نکل جاتی ہے۔ وہ شخص جو حد سے زیادہ مال سے محبت کرنے والا ہو وہ مال کی زنجیروں میں ایسا جکڑا جاتا ہے کہ بسا اوقات اپنی اولاد کو بھی محروم کر دیتا ہے اور میرے سامنے بارہا ایسے واقعات آئے ہیں۔ اولاد ہے جس میں سے بعض تو اس مقام پر پہنچ گئے کہ اپنے باپ پر لعنتیں ڈالنے لگے کیونکہ ماں کو بھی ساری عمر اس ظالم نے ہر نعمت سے محروم رکھا اور اولاد کو بھی ہر نعمت سے محروم رکھا۔ وہ سڑکوں پر غریبانہ فاقوں کی زندگی بسر کرنے والے اور باپ ہے جو دولت اکٹھے کئے جا رہا ہے۔ ان کو سمجھاتا ہوں کہ دیکھو پھر بھی اُف نہیں کرنا لیکن سمجھتا بھی ہوں کہ وہ ماحول بڑا ہی صبر آزما ہوگا جس میں آئے دن وہ اپنی ماں کو ذلیل ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ باپ میں توفیق ہے مال جمع کر رہا ہے، جائیدادیں بنا رہا ہے مگر اتنی توفیق نہیں ہے کہ اس کو خود اپنی ہی اولاد کے لئے خرچ کر سکے تو یہ وہ عبد مملوک ہے جس کا ذکر چل رہا ہے۔ غلام ہوتے ہیں لیکن خود اپنی ہی دولت کا غلام ہو کر مملوک ہو گیا ہے مالک نہیں رہا تو وہ دولت مند جو مالک ہی نہیں رہا ہے اس پر کس کو حسرت ہو سکتی ہے کس کو اس پر رشک آ سکتا ہے وہ تو قابلِ رحم ہستی ہے ایک۔ دیکھنے میں مالک مگر عملاً مملوک تو مالک کے مقابل پر لفظ مملوک رکھ کر اس مضمون کو کھول دیا گیا کہ مالی معاملات کی بات ہو رہی ہے۔ یاد رکھنا بعض لوگ مالک ہوتے ہی نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ بڑے امیر لوگ ہیں ان کی امارت کیا خاک ہے کہ جو اپنوں پر بھی خرچ کر کے ضرورتیں اپنی ضرورت کبھی پوری نہ کر سکیں اور ایسے کنجوسوں کے متعلق لطیفے بھی ہیں مگر واقعۃً ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں ایک تو کنجوس کا سنا

اور ایسے کنجوس کے ساتھ اپنی کنجوسی کے متعلق مقابلہ شروع ہوا۔ وہ اس کنجوسی کو اپنی عقل اور فراست کا نشان سمجھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ تاجر ہو تو ایسا ہو۔ تو اس نے کہا تم کیسے خرچ کرتے ہو۔ اس نے کہا میں تو بہت ہی احتیاط کرتا ہوں، روٹی چپڑنے کی تو کبھی توفیق نہیں ملی میں تھوڑا سا گھی ذرا سا لگا کے ایک تھی تو اس کو ساری روٹی پر پھیر تا رہتا ہوں یہاں تک کہ ساری روٹی مجھے خیال ہو کہ گھی لگ گیا ہے، پھر میں ... مزے لے لے کے وہ کھاتا ہوں۔ تو دوسرے نے کہا تم بڑے خراچ ہو، ایسا نہ کیا کرو۔ میں نے تو گھی رکھا ہوا ہے روٹی دکھاتا ہوں اس کو اور کھا لیتا ہوں۔ یہ مملوک ہیں جن کا ذکر چل رہا ہے۔ عبد بھی ہیں، غلام ہیں نفس کے اور مملوک بھی ہیں اپنی ملکیت کے خود مملوک بن گئے ہیں۔ جس کے مالک تھے وہ ان کا مالک بن گیا، یہ ہے مضمون جو مملوک کا لفظ آپ کو دکھا رہا ہے۔ "لا یقدر علی شیٔ" جن کے پاس ہے ہی کچھ نہیں خرچ کرنے کو، ان کو طاقت کیا ہے کسی چیز کی۔ وہ مال جو طاقت بنے وہ ہے جو رعب داب کا یا دنیاوی فوائد کا موجب بنا کرتا ہے۔ ایسے لوگ نہ اس مال سے سیاست خرید سکتے ہیں، نہ دنیا کے مراتب خرید سکتے ہیں، نہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں، نہ لوگوں کے فائدے کے سامان کر سکتے ہیں۔ تو فرمایا "لا یقدر علی شیٔ" ایسا مملوک جس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ رہا ہو "ومن رزقناہ منا رزقا حسنا" اور مثال دیکھو کہ ایسے ہم نے رزق حسنہ عطا فرمایا ہے۔ یہاں وہ مضمون نہیں ہے کہ کم ہونے کے باوجود خرچ کرتا ہے۔ یہاں ایک اور مضمون نکالا گیا ہے کیونکہ یہاں ایسے ایک مالدار کا دوسرے مال دار سے مقابلہ دکھایا جا رہا ہے۔ دنیا کے لحاظ سے دونوں ہی دولت مند ہیں اس لئے رزق حسنہ کی بات ہونی چاہئے تھی۔ ایک دولت مند دولت مند ہوتے بھی فقیر ہو گیا وہ مالک ہوتے ہوئے مملوک بن گیا آقا ہوتے ہوئے بھی غلام ہو گیا۔ دوسرا دولت مند ہے اسے رزق حسن عطا فرمایا ہے۔ پھر وہ کیا کرتا ہے "سرا و جہرا" خرچ کرتا ہے چھپ چھپ کے بھی اور ظاہرا طور پر بھی۔ "ھل یستوون" کیا وہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ "الحمد للہ" قرآن کریم کا طریق ہے جب بہت ہی شاندار مضمون بیان ہو تو اس کے بعد الحمد للہ بے اختیار اس آیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ بڑا ہی قابل تعریف ہے وہ خدا جس نے یہ مضمون خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ "بل اکثرھم لا یعلمون" لیکن حیرت کا مقام ہے کہ اکثر وہ لوگ جانتے ہی نہیں کہ کیا قصے ہیں، دولت کھول دی جاتی ہے، اس کے استعمال کون سے ہیں جو دائمی فوائد پہنچانے والے ہیں، کون سے جو عارضی ہیں، کون سے ہیں جو ہلاکت پر لے جانے والے ہیں۔ پس اللہ کی تعریف ہو، ہر تعریف اسی کے لئے ہے جو ان باتوں کو خوب کھول کر بیان کرتا ہے جب کہ حال یہ ہے "اکثرھم لا یعلمون" ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

> بسا اوقات ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ خاص اعجاز کا سلوک فرماتا چلا جاتا ہے اور دنیا نہیں سمجھتی کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے..... اس کا راز اس بات میں ہے کہ وہ مخفی طور پہ اللہ سے محبت کے ایسے اظہار کرتا ہے جس میں خدا کی نظر کے سوا اور کوئی نہیں دیکھتی تو اللہ بھی مخفی پیار کرتا ہے۔

پھر ایسے بھی لوگ ہیں جو مالی قربانی کرتے ہیں مگر اس قربانی کو بوجھ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور وہ قربانی ان کے کسی کام نہیں آتی یعنی اب ایسے لوگوں کا ذکر فرما رہا ہے قرآن کریم جو خرچ کی توفیق تو پاتے ہیں مگر نیتوں کی خرابی کی وجہ سے ان کا خرچ ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ فرمایا "ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما" اعراب میں سے جو بدوی لوگ ہیں ان میں سے ایسے بھی ہیں وہ خرچ کرتے ہیں مگر اسے چٹی سمجھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کیا مصیبت پڑ گئی ہے۔ یہ بھی چندہ دو، وہ بھی چندہ دو، وہ بھی چندہ دو اور کئی لوگ پھر بے چارے کئی نیک نیتی سے اور کئی گھبرا کر لکھتے ہیں اتنے چندے ہو گئے ہیں ان کو سمیٹ سمٹا کر ایک بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ بار بار کبھی یہ چندہ آ گیا، کبھی وہ چندہ آ گیا جس نے مجھے لکھا اس نے تو نیک نیتی سے لکھا مگر ان لوگوں کی آواز بھی مجھ تک پہنچا دی جو بے آواز ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہے چٹی اور مصیبت مگر منہ سے کہہ نہیں سکتے۔ مگر ان سے پہلے قرآن یہ آواز پہنچا چکا ہے۔ فرمایا ایسے بدوی مزاج لوگ ہیں جب تم ان سے چندے مانگتے ہو تو بڑی مصیبت ہی ہے ان کے لئے اور ایسی مصیبت پڑی رہتی ہے بے چاروں کو "یتربص بکم الدوائر" وہ چاہتے ہیں تم پر بھی گردش ایام آ جائے اور مصیبت سے ان کو چھٹکارا نصیب ہو۔ ایسے لوگ ہی نہ رہیں جو یہ ہر وقت خدا کے نام پہ مانگنے کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ "واللہ سمیع علیم" اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ سننے والے اس لئے کہ یہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ بے آواز ہے۔ تو فرمایا ان کے دل کی آواز جو ابھی لفظوں میں نہیں ڈھلی اللہ وہ بھی سن رہا ہے اور بعضوں کے خیالات لفظوں میں نہیں ڈھلے ہوتے ان کو بھی اللہ جانتا ہے۔ بے آواز پیغامات کو بھی سن رہا ہے اور وہ پیغامات جو ابھی آوازوں میں یا لفظوں میں ڈھلے نہیں ان کو بھی دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

> وہ شخص جو حد سے زیادہ مال سے بہت محبت کرنے والا ہو وہ مال کی زنجیروں میں ایسا جکڑا جاتا ہے کہ بسا اوقات اپنی اولاد کو بھی محروم کر دیتا ہے

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعض ارشادات اسی مضمون سے تعلق میں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ "فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنیٰ" ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ، ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پہ چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال ومتاع برباد کر۔

یہ جو فرشتے ہیں ان کی آواز کو سمجھنا چاہئے ورنہ ظاہر طور پر جو اس سے پیغام ملتا ہے وہ ضروری نہیں کہ ہم اس کو عملاً دنیا میں اسی طرح ہوتا دیکھیں۔ کیا ہر کنجوس کا مال برباد ہو جاتا ہے؟ ہم تو دیکھتے ہیں کہ بہت سے کنجوس ہیں جیسے قارون کا خزانہ تھا وہ جمع ہی ہوتا چلا گیا۔ بالآخر کسی زمانے میں جا کر برباد ہوا تو وہ ایک الگ قصہ ہے لیکن روزمرہ کے طور پر ہم خرچ روکنے والوں کو

امیر ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ فرشتے ان کو اس کو ضرور بدحالی کی بددعا دیتے ہیں اس کا وہ مضمون نہیں ہے جو ظاہر اس کر سمجھ میں آتا ہے۔

درحقیقت جو مال خدا کے رستے سے روکا جائے وہ ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے اور روحانی ہلاکت ہے جو پہلے پیش نظر ہے پھر ایسا شخص روحانی طور پر ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی اولادیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ ایسی مصیبتیں گھیر لیتی ہیں کہ ان کا کوئی علاج اس کو سمجھ نہیں آتا۔ اور آخری صورت ظاہر ایسے شخص کی دولت ایک لعنتی دولت ثابت ہوتی ہے جو نہ اس کو کوئی فائدہ پہنچا سکتی نہ اس کی اولاد کو اور تسکین قلب سے وہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ آئے دن خبروں میں پتہ چلتا ہے بڑے بڑے متمول لوگ خودکشی کر کے مر جاتے ہیں۔ ابھی انگلستان ہی میں پچھلے چند سال ہوئے وہ شخص جو امیر ترین اور اخبارات کے اوپر بھی بہت زیادہ مؤثر انسان تھا، غیر معمولی اثر رکھتا تھا، وہ ایک عیش و عشرت کے ٹرپ پر YACHT یعنی سمندری کشتی میں جو بہت ہی زیادہ عیاشی کے سامانوں سے مزین تھی اس میں بظاہر سیر کے لئے نکلا ہے اور خودکشی کر کے مر گیا۔ بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ وہ دیکھنے میں تو بہت کچھ تھا لیکن اس کے اموال بھی ختم ہو چکے تھے، اس کی خوشیاں بھی جاتی رہی تھیں اور جب آخری حساب کتاب ہوئے تو پتہ چلا کچھ بھی اس کا نہیں رہا۔ تو خدا کی تقدیریں مخفی طور پر روحانی لذتیں بھی ایسے بدنصیبوں کی لوٹ لیتی ہیں اور مالی طور پر بھی بالآخر نقصان پہنچ جاتے ہیں۔ مگر وہ نہ بھی پہنچیں تو ہلاکت کی دعا ان معنوں میں ضرور پوری ہوتی ہے کہ اپنی دولت کے مقاصد حاصل کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

> **ایسے بھی لوگ ہیں جو مالی قربانی کرتے ہیں مگر اس قربانی کو بوجھ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور وہ قربانی ان کے کسی کام نہیں آتی**

> **مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے**

پس دو قسم کے بدنصیب ہیں ایک وہ جو دولت ہاتھ میں ہوتے ہوئے بھی اسی دولت کے غلام بن جاتے ہیں اور مالک کی بجائے مملوک ہو جاتے ہیں۔ کچھ ہیں جو خرچ کرتے ہیں مگر دنیا پر خرچ کرتے ہیں اور ان کا خرچ انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور ان کو کوئی تسکین نہیں بخشتا۔

اور پھر وہ ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں ان کے اموال کے بڑھنے کی دعا کی گئی ہے۔ اور یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کو آج دنیا میں سب سے زیادہ جماعت احمدیہ جانتی ہے۔ خرچ کرنے والوں کے حق میں جو فرشتے دعائیں دیتے ہیں حیرت انگیز طور پر پوری ہوتی ہیں۔ ایک تو عمومی صورت میں دن بدن جماعت کے اموال بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اتنی برکت مل رہی ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے دیکھ کر اور دوسرے

وہ خاندان جن کے بزرگوں نے قربانیاں دیں میں بارہا آپ کو بتا چکا ہوں انہیں کا نتیجہ ہے کہ اب ان کی اولادوں کے رنگ بدل چکے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ۔ پھر انفرادی طور پر آئے دن میرے سامنے مثالیں ملتی ہیں کہ یہ موقع تھا یہ رقم تھی ہم نے سوچا کہ فلاں مقصد کے لئے جس کی خاطر رکھی گئی تھی وہاں خرچ کریں یا اب موقع ہے دین کے لئے خرچ کر دیں۔ وہ مخفی فیصلے کا وقت تھا جس وقت انہوں نے سوچا کہ دیکھی جائے گی خرچ کر دیتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ تو بڑھا کر دیتا ہے مگر جہاں یہ دکھانا ہو کہ میں نے دیکھ لیا وہاں بعینہٖ اتنے دیتا ہے جتنے خرچ کئے تھے۔ اور یہ پہلا قدم ہے صرف یقین دلانے کی خاطر۔ اگر پانچ ہزار ایک سو خرچ کیا تو اچانک ایسی جگہ سے پانچ ہزار ایک سو ہی ملے گا جو یہ پیغام دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا ہے، تو نے دیا تھا یہ تو اپنا واپس لے لے اور باقی حساب بعد میں چلے گا جو مزید فضلوں کا حساب ہوگا اور پھر آتا وہاں سے ہے جہاں کسی کا ذہن جا ہی نہیں سکتا۔ مدتوں پہلے کوئی تجارت کی، وہاں کوئی غلطی ہو گئی، سالہا سال تک اس کی کسی نے توجہ نہ کی آخری حساب فہمی ہوئی تو اتنے روپے مل گئے جتنے روپے اس شخص نے ایک دن پہلے یا ان کی اطلاع ملی تو ایک دن پہلے اس نے خدا کی خاطر پیش کئے تھے اپنی مجبوریوں کے باوجود، اپنی ضرورتوں کے پیٹ کاٹ کر۔ تو اللہ تعالیٰ جب اتنے ہی دیتا ہے تو یہ مراد نہیں ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے دس گنا کا وعدہ پورا نہیں کیا یا ستر گنا کا وعدہ پورا نہیں کیا جو مزہ اتنے میں ہے وہ ہزاروں لاکھوں میں ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ بعینہٖ اتنا یہ اطلاع دے رہا ہوتا ہے کہ تمہارا خدا دیکھ رہا ہے ان لمحوں پر اس کی نظر تھی اور ثبوت کے طور پر تمہیں دے رہا ہے کہ میں نے دیکھ لیا ہے تم فکر نہ کرو۔ تم میری نظر میں ہو اور مجھے تمہاری یہ ادا پسند آگئی ہے۔

تو جو مخفی قربانیوں کے مزے ہیں جو وہ جہاں ہے وہ چیز ہی اور ہے۔ تو قربانیاں بعض دفعہ ظاہر بھی ہوتی ہیں میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے مجھے بھی مثلاً لوگ لکھتے ہیں۔ لیکن وہ لمحے جو فیصلہ کن لمحے تھے وہ خالصتاً مخفی تھے وہ دنیا کے دکھاوے سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ پھر بعد میں وہ چندوں کی فہرست میں بھی آجاتے ہیں، ان کو رسیدیں بھی کاٹ کے دی جاتی ہیں مگر ان کی مخفی نوعیت خدا کی نظر میں پھر بھی مخفی رہتی ہے۔ کیونکہ یہ تو پھر اب نظام جماعت کے کاروبار ہیں اور اس نے کوئی نہ کوئی تو رسیدیں کاٹنی ہیں حساب رکھنا ہے۔ مگر فیصلہ کرنے والا جو ہیں خدا کی نظر میں راتوں کے وقت یا دوسرے اخفاء کے پردوں میں فیصلہ کرتا ہے اس کی قربانی خدا کے حضور مخفی ہی لکھی جاتی ہے۔ اور اس لئے صبح کے وقت جو فرشتے اٹھتے ہیں وہ سب سے پہلے اس خرچ کرنے والے کو دعا دیتے ہیں جس نے لازماً راتوں کو بھی خرچ کیا ہو۔ کیونکہ صبح کے فرشتوں نے تو دن کا حال دیکھا ہی نہیں اس سے میں استنباط کر رہا ہوں کہ راتوں کو کچھ دیکھی ہیں باتیں ان فرشتوں نے جو صبح کو آ کر ان کی نظر کے سامنے آتی ہیں تو کہتے ہیں کہ اے خدا اس بندے کو بہت دے اور ان کے اموال میں پھر اضافہ کی دعا کی جاتی ہے۔

اور دوسری بات لطف کی یہ ہے کہ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس جیسے اور ان کے نقش قدم پر اور بھی پیدا کر۔ یہ جو "اور پیدا کر" ہے اس کا تعلق میرے نزدیک جبری قربانی سے ہے اور ظاہری قربانی سے ہے۔ یہ قربانیاں جو رات کو کی جاتی ہیں مخفی طور پر کرنے والے کا اجر تو دے جاتی ہیں مگر لوگوں میں تحریک نہیں پیدا کر سکتیں، ان کو پتہ نہیں چلتا۔ پس دن کے وقت پھر یہ لوگ جب چندوں کا حساب کرتے ہیں، رسیدیں دی

جاتی ہیں، ان کے متعلق اعلان کئے جاتے ہیں بتایا جاتا ہے کہ خدا کے فضل سے فلاں جماعت کو، فلاں شخص کو غیر معمولی قربانی کی توفیق ملی تو فرشتوں کی دوسری دعا پوری ہو جاتی ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والے اور بھی پیدا کر۔ چنانچہ بسا اوقات ایک شخص کا خواہ نام نہ بھی لیا گیا ہو۔ اس کی قربانی کا ذکر کیا گیا ہو، اسے اخفا میں رکھا گیا ہو مگر قربانی کی نوعیت بیان کر دی گئی ہو تو بڑی جلدی خدا دنیا میں ایک یا دو یا دس یا زیادہ کو تحریک کرتا ہے کہ ویسی ہی قربانی وہ بھی کریں۔ چنانچہ پچھلے جمعہ کے بعد جب میں گیا ہوں تو ایک فیکس آئی ہوئی تھی کہ میں نے یہ سنا تھا کہ اس قسم کے ایک شخص کا آپ نے ذکر کیا ہے میرے دل میں بھی تحریک پیدا ہوئی کہ میں بھی دیتا ہوں۔ تو فرشتوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں میں کثرت پیدا کرتا ہے اور اس کثرت کا تعلق اظہار سے بھی ہے حالانکہ نام کا اظہار نہیں مگر کسی تو بصورت قربانی کا اظہار لازم ہو جایا کرتا ہے تاکہ لوگ دیکھیں اور ان کے دلوں میں تحریص پیدا ہو۔ نہ وہ اظہار دکھاوے کی خاطر ہوتا ہے نہ وہ تحریص دکھاوے کی کسی نیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ جو نیتیں بناتے ہیں وہ بھی خالصتاً اللہ کے لئے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے یہ فیصلہ کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے"۔ یعنی مال ہم تو عام محاورے میں کہتے ہیں اولاد جگر گوشے ہیں انسان کے، مگر علم التعبیر کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھے کہ جگر دیا ہے تو مراد مال ہے۔ اور ایک اور تعبیر میں ضمناً آپ کو بتا دوں کہ اگر دیکھے کہ گند میں ہاتھ ڈالا ہے یا غلیظ کو اٹھایا گیا ہے تو بڑی مکروہ تصویر ہے لیکن اس کی تعبیر مال ہوتا ہے اور بسا اوقات خوابیں جو مجھے لوگ لکھتے ہیں اس تعلق میں کبھی مال کے نقصان کی خبر دی جا رہی ہوتی ہے کبھی مال حاصل کرنے کی مگر ساتھ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ کوئی خاص عظیم الشان فضل نہیں ہے بلکہ فضل تب بنتا ہے جب یہ فضلہ رزق طیبہ، رزق حسنہ میں تبدیل ہوا اور وہ رزق حسنہ میں تبدیل تب ہوتا ہے جب اپنی حیثیت مٹی میں مل کر کھو دیتا ہے اور پھر اس سے بیج نشوونما پاتے ہیں اس سے ہری بھری تازہ فصلیں نکلتی ہیں تو جب اس مال کو جو فضلے کی طرح ہے گندگی کی طرح ہے آپ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسے ایک بیج سے ایک کونپل نکلے پھر اس میں سات شاخیں ہوں، سات بالیاں نکلیں ہر شاخ میں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں۔ تو وہ کیا چیز ہے کہ اس نے آگے ایک ایک دانے کو سات سات سو دانوں میں تبدیل کر دیا۔ تو تعبیر میں بھی بہت حکمت کی باتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس تعبیر کا ذکر فرما رہے ہیں اس کا جگر سے تعلق ہے، فرماتے ہیں "یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے"۔ ایمان کا اول جزو تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسی کا ہو رہنا ہے اور دوسرا جزو بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے اور ان کے لئے خرچ کرنا ہے۔ فرماتے ہیں "جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے"۔

اگر ان نصیحتوں کو جو قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے لی گئی ہیں آپ غور سے سن کر احسان کا طریق اختیار کرنا شروع کریں گے تو غیر معمولی برکتیں حاصل ہونگی اور آئندہ زمانے کی جتنی ضروریات جماعت کی بڑھ رہی ہیں ان سے بھی بہت زیادہ آسمان سے اترے گا

یہاں میں اس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عارفانہ کلام کے حوالے سے ایک اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دنیا میں سخت کنجوس رہتے ہیں ایک پیسہ بھی کسی دوسرے پہ خرچ کرنے کے روادار نہیں ہوتے مگر دینی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں۔ بعض تجارتی قوموں میں یہ رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔ ان کے نام لینے کی ضرورت نہیں، اتنی تفصیل سے ذکر کرنا بھی مناسب نہیں کہ بعض لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ کن کی باتیں کر رہا ہوں۔ مگر اتنا مانیں کہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے واجدوں تک پر بھی خرچ کے روادار نہیں۔ اپنی بیٹی کو بھی تنگی میں رکھتے ہیں مگر دین کی خاطر بعض دفعہ بڑے بڑے خرچ کرتے ہیں اور آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ان کی کنجوسی دراصل یہاں بھی ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ یہ ایک نفسانیت کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ وہ اپنا سارا مال اپنے لئے رکھنا چاہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کو دیں گے وہ ہمارا ہی رہے گا وہ کسی اور کو نہیں ملنا۔ پس یہ بھی ایک نفسانفسی کا ہی عالم ہے اور یہ نفسانیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ غریبوں پر خرچ ویسے نہیں کرتے۔ روزمرہ ضرورت مند پہ خرچ نہیں کرتے، ایتاء ذی القربیٰ کا حکم ہے، اقرباء پر خرچ نہیں کرتے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ ایمان کا اول تقاضہ تو یہی ہے کہ اللہ کی خاطر انسان خرچ کرے مگر ایمان کے دوسرے تقاضے کو نہ بھولنا، وہ لازم کرتا ہے کہ خدا کے بندوں پر بھی خرچ کرو۔ پس ایسا شخص کسی معنے میں بھی حریص، کنجوس نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں سے ایک مثال بھی نظر نہیں آئے گی جو خدا کی خاطر خرچ کرنے کے بہانے بنی نوع انسان سے فوائد روک لیں۔ وہ اپنی بیویوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اپنی اولاد پر بھی خرچ کرتے ہیں، روزمرہ آنے والے کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں اور پھر اللہ پر بھی خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی خاطر دل کھول کر خرچ کرتے ہیں، زیادہ محبت اور ولولے اور جوش سے خرچ کرتے ہیں۔ ان کا ہر دوسرا خرچ بھی اللہ کا خرچ بن جاتا ہے۔ ہر وہ خرچ جو بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کرتے ہیں وہ اول تو ان کا توازن بناتا ہے اور ان کو حقیقی طور پر اللہ کی طرف سے اکرام عطا ہوتا ہے۔ لیکن یہ ان کی نیت میں نہیں ہوتا یہ اللہ کا انعام ہے محض۔ دوسرے یہ کہ یہ توازن ہے جو دراصل مذہب کی جان ہے۔ صراط مستقیم اسی توازن کا نام ہے۔ نہ ایک طرف زیادہ جھکاؤ ہے نہ دوسری طرف زیادہ جھکاؤ ہے متوازن زندگی ایسی ہے کہ اللہ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق برابر ادا ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان ایک حسین توازن پایا جاتا ہے

یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" کے حوالے سے بیان کر رہے ہیں۔ پس "مِمَّا تُحِبُّوْنَ" میں اللہ کے خرچ ہی شامل نہیں، بنی نوع انسان کے خرچ بھی شامل کر دئے ہیں مسیح موعود علیہ السلام نے۔ محبت تو اموال سے ہے مگر ایسی محبت نہ ہو کہ اپنی خاطر ہی خدا کو دئے جاؤ کہ تمہیں پتہ لگے کہ آئندہ ہماری تجوری میں پڑے گا سب کچھ۔ بلکہ اس کے بندوں کا خیال کرو، دل نہیں بھی چاہتا تو بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کچھ مال ان کو دے دو، چلیں نہ سہی چندہ مگر اچھے کام پر ہی خرچ ہوا ہے نا۔ یہ تمہاری تربیت کا موجب بنے گا اور اللہ تعالےٰ اس کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ تم ہر طرف کے حقوق ادا کرو بجائے اس کے کہ ایک ہی طرف جھک جاؤ کیونکہ ایک طرف جھکنا اور اللہ کی محبت اکٹھے چلتے نہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ دراصل ایک طرف جھکنا نفسانیت سے پردہ اٹھا رہا ہے نہ کہ محبت الٰہی سے۔ کیونکہ محبت الٰہی کرنے والوں کو ہم نے کبھی ایک طرف جھکتے نہیں دیکھا۔ بہت پیار کرنے والی طبیعتیں، ہر ایک کا خیال رکھنے والے ایسے رحمان بندوں میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے، آپ کی یادوں کے تذکروں میں سبھی بتاتے ہیں کہ ہم زیر احسان رہے۔ پس یہ نہیں کیا کہ سارا خدا پر خرچ کیا یعنی نچوڑ نچاڑ کر ایک طرف دین کے لئے دے دیا اور بندوں کو فائدے سے محروم رکھا۔ مگر چونکہ یہ تے محبت الٰہی میں تھے اس لئے ہر دوسرا خرچ بھی اللہ نے اپنے کھاتے میں ڈال دیا اور وہ خرچ جو انسان اللہ کے کھاتے میں ڈالتا ہے دراصل اپنے کھاتے میں ڈالنے کی خاطر، مجھے ڈر ہے کہ وہ اس کے کھاتے سے نکال کر اللہ کے کھاتے سے نکال دیا جائے گا اور اس میں بھی جو بظاہر نیکی ہے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا یہ ایک احتمال ہے جس کا ذکر کر رہا ہوں۔ اللہ بہتر جانتا ہے وہ زیادہ رحمان رحیم ہے ہو سکتا ہے ایسے لوگوں سے بھی صرف نظر فرمائے اور ان کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ان کی قربانیوں کے اچھے نتیجے نکلے۔ مگر اس مضمون نے جو مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا اس احسان والی آیت کا ایک اور مضمون بھی ہمیں سمجھا دیا۔

"اَحْسِنُوْا"، کا مطلب ہے احسان کرو اور "احسنوا" کا وہ مطلب بھی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں، سجا کر پیش کرو، قربانیوں کو زیادہ اچھا بناؤ۔ مگر اس کے وسیع معنوں میں بنی نوع انسان پر احسان داخل ہے۔ پس ہرگز بعید نہیں کہ اس آیت کریمہ میں "اَحْسِنُوْا" سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ اس کی خاطر خرچ کرو مگر احسان کو نہ بھولنا۔ خدا کی خاطر خرچ کرنے والے ایسے محسن ہوتے ہیں کہ اس کی مخلوق پر بھی خرچ کرتے ہیں، ان کا بھی خیال رکھتے ہیں اور ایسے وسیع معنوں میں احسان کرنے والوں سے اللہ ضرور محبت کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مال کے خرچ کے ذکر میں آگے فرماتے ہیں "جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری ہے اور اس آیت میں "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے پس مال کا اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے" محک پتھر کی کسوٹی کو کہتے ہیں" ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے" آپ کی جو کسوٹی تھی محبت پرکھنے کی وہ یہ آپ کے کردار کے نمونے دکھاتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دینی ضرورتوں کے لئے اموال کے خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی اور آپ فرماتے ہیں کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے جو کچھ تھا سب سمیٹا اور آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ (الحکم جلد ۴ صفحہ ۳۰) یہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جو فرمایا وہ الحکم جلد ۴ صفحہ ۲۰ پر درج ہے۔

پھر فرماتے ہیں (روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۰۴) "جب انسان خدا تعالےٰ کے لئے اپنے اس مال عزیز کو ترک کرتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار اور معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا ہے تب بخل کی پلیدی اس کے اندر سے نکل جاتی ہے" یعنی مال کا خرچ جو بخل کی پلیدی کو نکالتا ہے وہ حقیقت میں وہ مال ہے جس پر اس کی محنت کو بھی دخل تھا، عرق ریزی شامل ہو اور وہ جانتا ہو کہ مال کس طرح کمایا جاتا ہے۔ پھر بھی خرچ کرتا ہے تو وہ جو مخفی پہلو بخیلی کے فطرت کے کونوں کھدروں میں چھپے ہوئے ہیں، وہ سارے نکل کر باہر آجاتے ہیں، باہر پھینک دئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں، "اور اس کے ساتھ ہی ایمان میں بھی ایک شدت اور صلابت پیدا ہو جاتی ہے" ایسے خرچ کرنے والے کے ایمان میں غیر معمولی طاقت آجاتی ہے اور صلابت، چٹان کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں وہ، پھر کوئی چیز ان کو ٹلا نہیں سکتی، وہ اہل ایمان بن جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "اور وہ دونوں حالتیں مذکورہ بالا جو پہلے اس سے ہوتی ہیں اور ان میں پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایک چھپی ہوئی پلیدی ان کے اندر رہتی ہے" "ومما تحبون" ہی کی تعریف ہے مال جو کمایا گیا ہو یا جس کی ضرورت ہو جو اتنا اہم ہو کہ یوں لگے کہ یہ میرا سرمایہ ہے اگر میں نے خرچ کر دیا تو کچھ بھی نہیں رہے گا اور سرمائے کے نقصان کا خطرہ ہے فرمایا جب یہاں انسان ہاتھ ڈال دیتا ہے اللہ کی محبت کے لئے تو تب حقیقت میں اس کے دل کی ہر پلیدی دور کر دی جاتی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق خدا کا فتویٰ ہے کہ ہر قسم کی کنجوسی اور بخل سے پاک ہے اور وہ جو عظیم وعدے کئے جاتے ہیں وہ درحقیقت یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں کئے جاتے ہیں اس سے پہلے کے اخراجات جو ہیں فرماتے ہیں وہ ہوتے تو ہیں مگر ان میں یہ گہرائی نہیں پائی جاتی کہ اندر سے گہرے دبے ہوئے بخل کے گند کو نکال باہر پھینکیں۔

ایمان کا اوّل تقاضا تو یہی ہے کہ اللہ کی خاطر انسان خرچ کرے مگر ایمان کے دوسرے تقاضے کو نہ بھولنا وہ لازم کرتا ہے کہ خدا کے بندوں پر بھی خرچ کرو

پھر فرماتے ہیں لغو بات سے منہ پھیرنے میں صرف ترک شر ہے اور وہ بھی ایسی جس کی زندگی کی بقاء کے لئے کوئی ضرورت نہیں اور نفس پر اس کے ترک کرنے میں کوئی مشکل نہیں"۔ فرماتے ہیں جو لغویات سے پرہیز کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھو کہ ہمیشہ بہت ہی اچھے کام ہی کر رہے ہیں۔ اپنے نفس کو لغویات سے محروم رکھنا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کیونکہ زندگی کی بقاء کے لئے اس کی لغویات کی ضرورت ہی کوئی نہیں ہوتی۔ پس بعض لوگ کنجوسی میں بھی ایسا کرتے ہیں یہ کوئی نیکی کی علامت نہیں ہے۔ یہ ترک شر ہے اور شر بھی ایسا جس کی زندگی اور بقاء کے لئے ضرورت نہیں اور نفس پر اس کے ترک کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ "لیکن اپنا محنت سے کمایا ہوا مال محض خدا کی خوشنودی کے لئے دینا یہ کسب خیر ہے جس سے وہ نفس کی ناپاکی جو سب ناپاکیوں سے بدتر ہے یعنی بخل دور ہو جاتا ہے"۔

توازن ہے جو دراصل مذہب کی جان ہے۔ صراط مستقیم اسی توازن کا نام ہے نہ ایک طرف زیادہ جھکاؤ ہے نہ دوسری طرف زیادہ جھکاؤ ہے۔ متوازن زندگی یہی ہے کہ اللہ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق دونوں ادا ہو رہے ہیں اور انکے درمیان ایک حسین توازن پایا جاتا ہے

تو میں امید رکھتا ہوں کہ ان تشریحات کی روشنی میں جماعت ہر جگہ اپنے اخراجات کے ان مخفی گوشوں پر نگاہ رکھے گی جن کا نیتوں سے تعلق ہے جن کا ایسے حالات سے تعلق ہے جن پر خدا آگاہ ہے یا قربانی کرنے والا آگاہ ہے اگر ان نصیحتوں کو جو قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے لی گئی ہیں آپ غور سے سن کر احسان کا طریق اختیار کرنا شروع کریں گے تو غیر معمولی برکتیں حاصل ہونگی اور آئندہ زمانے کی جتنی ضروریات جماعت کی بڑھ رہی ہیں ان سے بھی بہت زیادہ آسمان سے اترے گا۔ اتنا احسان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قربانیوں کے نتیجے میں کہ جو اموال وہ عطا کرے گا وہ واقعۃً سنبھالنے مشکل ہوں گے۔ لیکن خدا کرے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے وہ بڑھتے ہوئے اموال پھر خدا کے قدموں پر نچھاور کئے جائیں اور پھر وہ اس کثرت سے بڑھیں کہ ان کو سنبھالنا پھر مشکل ہو جائے پھر نچھاور کریں اور پھر نچھاور کریں یہاں تک کہ خدا کی ساری کائنات ان خرچ کرنے والوں کی کائنات بن جائے۔ وہ عبد مملوک نہ رہیں بلکہ مالک کی ملکیت میں شامل ہو جائیں اور یہی وہ آخری مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں سب نبیوں میں ایک ہی نبی ہے جو مالک یوم الدین تک پہنچا ہے اور اس نے سب کچھ خدا کی خاطر قربان کر کے اس کی ہر ملکیت میں سے حصہ پا لیا۔ پس اگر کسی نبی کو صفت ملکیت میں شامل سمجھا جا سکتا ہے تو حقیقی معنوں میں وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ہیں یعنی ہمارے سردار کو یہ زیبا ہے اور آپؐ نے کر کے دکھایا، ہم غلاموں کو بھی تو اس میں سے حصہ ملنا چاہیئے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل لندن انٹرنیشنل)

دعائے مغفرت

میرے نہایت پیارے نسبتی بھائی محمد ظفر عالم صاحب سوبیجہ مرحوم جو کانپور کے ہیں ۲۱/۲۲ اکتوبر ۹۵ کی درمیانی رات اس جہان فانی سے ایک حادثہ کے تحت انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ؏

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم خاکسار سے بے پناہ محبت اور انسیت رکھتے تھے۔ ان کی رحلت سے خاکسار کو شدید قلق، غم و اندوہ پہنچا ہے ان کی وفات سے طبیعت میں اداسی اور سینہ میں قلق کے غلبہ سے خلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کا وجود محبت سے بھرا ہوا تھا۔

ظفر سوبیجہ صاحب مرحوم جیالانہ جوشوں کے ظاہر کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے اچھے مقرر بھی تھے۔ اکثر مذہبی جلسوں جیسے سیرۃ النبیؐ یوم مسیح موعودؑ، یوم مصلح موعودؓ وغیرہ میں اپنی سحر بیانی سے لوگوں کے دل موہ لیتے تھے ادھر کچھ دنوں سے کاروباری حالات میں کچھ الجھ سے گئے تھے معاملات کو سمجھنے کے لئے نہایت درجہ کا فہم سلیم رکھتے تھے محبت سے بھرا ہوا دل جو اس خاکسار کے لئے وہ رکھتے تھے اور اس قدر ادب و تپاک سے راہوں میں آنکھیں بچھاتے تھے کہ میں خود زمین میں گڑھ جاتا تھا۔ بقول مسیح موعودؑ "ان کو دیکھ کر طبیعت ایسی خوش ہوتی تھی جیسے ایک پھولوں اور پھلوں سے بھرا ہوا باغ دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے" وہ بظاہر اپنے پسماندگان اور خورد سالہ بچوں کو نہایت ضعف اور ناداری کی حالت میں چھوڑ گئے اے خداوند قادر مطلق تو ان کا متکفل اور متولی ہو اور پسماندگان کو صبر ایوبی عطا فرما اور ان کا خود کفیل بن جا۔ آمین۔

(ایک غم زدہ بھائی ظفر عالم خان امیر جماعت کانپور یوپی)

۲۔ افسوس ہے میرے والد مکرم محمد شفیع صاحب آف کانپور ۹/۱ ستمبر ۹۵ء بروز جمعہ درمیانی شب قریب ڈیڑھ بجے رات وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون والد صاحب بفضلہ تعالیٰ پابند صوم و صلوٰۃ دعا گو سادہ طبع خوش مزاج تبلیغ کا نہایت درجہ جوش رکھنے والے احمدی تھے۔ یہ سلسلہ تا زندگی جاری رہا۔ متعدد لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اخبار بدر و جماعت کی دیگر کتب کا مطالعہ کرایا مرکزی نمائندگان کی خدمت کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتے تھے اپنی زندگی میں ہی اپنی وصیت کی ادائیگی بھی کر دی قارئین سے مرحوم والد صاحب و والدہ صاحبہ کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور مقام قرب عطا فرمائے۔ آمین

منور احمد صدیقی آف کانپور

۳۔ افسوس! خاکسار کی اہلیہ محترمہ طاہرہ محمود صاحبہ ایک لمبی علالت کے بعد ۱۱ نومبر بروز ہفتہ لندن میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
مرحومہ صوفی محمد ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی صاحبزادی اور جناب مسعود احمد بون صاحب ریجنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ ایسٹ لندن کی والدہ ہیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ۱۳ نومبر کو مسجد فضل لندن میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں آپ کے جسد خاکی کو تدفین کے لئے ربوہ لایا گیا چنانچہ ۱۷ نومبر بروز جمعۃ المبارک مسجد مبارک میں جناب مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال ثانی نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ طویل عرصہ تک تنزانیہ اور پھر لندن میں خواتین اور بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتی رہیں قریباً ۱۲ برس ایسٹ لندن میں لجنہ اماء اللہ کی صدر رہیں۔ سلسلہ کی فدائی خادمہ تھیں۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد سعید احمد بون صدر جماعت احمدیہ والتھم فارسٹ لندن)

عہدیداران جماعت متوجہ ہوں

عام طور پر جلسہ سالانہ یا دوسرے اوقات میں بھی احباب جماعت ایسے وفات یافتہ موصی صاحبان کے تابوت لغرض تدفین بہشتی مقبرہ لے آتے ہیں جن کی منظوری مجلس کارپرداز سے نہیں لی ہوتی یا ایسے کم وقت میں اطلاع دیتے ہیں کہ منظوری کے لئے مشکل پیش آتی ہے اسلئے تمام عہدیداران خصوصاً اور احباب جماعت عموماً اس امر کو نوٹ کریں۔

۱۔ قواعد کی رو سے کسی موصی کا تابوت بہشتی مقبرہ میں تدفین کی غرض سے لانے کے لئے پہلے مجلس کارپرداز کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے اور بلا حصول اجازت مجلس کارپرداز تابوت بغرض تدفین نہیں لایا جائے گا۔

۲۔ جس موصی کی اجازت تدفین مجلس کارپرداز نے دے دی ہو اسکے تابوت کو بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کی غرض سے لانے سے کم از کم ایک ماہ قبل دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع کرنا ضروری ہے کہ فلاں تاریخ کو لا رہے ہیں تا موقعہ پر کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

احمدی ڈاکٹر صاحبان متوجہ ہوں

مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم احمدیہ ہسپتالوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کام وسعت پذیر ہیں اور نئے ہسپتال کھولنے کے مطالبات بھی آ رہے ہیں۔ اس لحاظ سے مخلص احمدی ڈاکٹر صاحبان کے وقف کر کے میدان عمل میں جانے کی ضرورت ہے۔ کم از کم کوالیفکیشن ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہے مع ایک سال کا ہاؤس جاب نیز SPECIALISTS کی بھی ضرورت ہے خصوصاً "EYE" سرجری اور گائنی (GYNAECOLOGY) میں۔

مکرم امیر صاحب صوبائی کے توسط سے جملہ کوائف کے ساتھ درخواست نظارت ھٰذا میں ارسال فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

گوٹنگن اور کولون میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات

بوسنین، البانین اور جرمن مہمانوں کے ساتھ سوال و جواب کی طویل نشستیں

سینکڑوں سعید روحوں کا قبول احمدیت سینکڑوں احباب کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا

حضور ایدہ اللہ کے دورہ جرمنی ستمبر ۱۹۹۵ء کی مختصر رپورٹ کی پہلی دو قسطیں اس سے قبل ماہ اکتوبر کے اخبار احمدیہ کے دو شماروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ ماہنامہ نور الدین جرمنی اکتوبر ۹۵ء کے ذریعے تیسری قسط پیش خدمت ہے۔

۱۴ ستمبر کی صبح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد نور فرانکفورٹ میں احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا اور نماز ظہر و عصر کے بعد حضور انور مسجد میں احباب کے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضور کے ارشاد پر مشنری انچارج جرمنی مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب فاضل نے دو نکاحوں کا اعلان کیا۔ جن میں سے ایک محترمہ سعیدہ صاحبہ بنت چوہدری سعید الدین صاحب آف کولون ہمراہ مکرم نعیم احمد صاحب ابن محترم چوہدری رشید الدین صاحب اور دوسرا محترمہ شہنیلہ سلمہ ضیاء بنت محترم محمد سلیم ضیاء صاحب ہمراہ محترم نعیم احمد صاحب ابن محترم نور احمد صاحب آف فریڈبرگ تھا۔

چار بجے شام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ GOTTINGEN کے لئے روانہ ہوئے۔ GOTTINGEN کی جماعت کاسل ریجن کی ایک مختصر سی مگر دعوت الی اللہ میں بے حد مستعد جماعت ہے یہاں یونیورسٹی ہال میں جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک نشست کا بہت منظم طور پر اہتمام کیا گیا تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ گوٹنگن کے قریب پہنچے تو ایک مقررہ جگہ پر صدر جماعت گوٹنگن محترم چوہدری غلام احمد صاحب نے حضور کا استقبال کیا۔ وہاں سے مقامی پولیس کو بھی حضور کے قافلہ میں پائیلٹ کار کے طور پر چلنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضور انور شام سات بجکر دس منٹ پر یونیورسٹی ہال میں ورود فرما ہوئے تو ریجنل مشنری محترم عبد الباسط طارق صاحب اور ریجنل امیر کاسل محترم طارق لطیف گجی صاحب کی قیادت میں کاسل ریجن کے صدران جماعت نے حضور کا استقبال کیا۔ کچھ دیر کے بعد حضور ایدہ اللہ ہال میں رونق افروز ہوئے جہاں ۵۱ جرمن مہمان حضور کی باتیں سننے کے منتظر تھے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایک داعی الی اللہ نے حضور کی خدمت میں یہ عجیب واقعہ بیان کیا کہ اس کے زیر تبلیغ جرمن دوست کو اس میٹنگ میں جانے کو کہا گیا تو اس نے مشروط وعدہ کیا کہ اگر بارش نہ ہوئی تو چلوں گا۔ احمدی دوست نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ بارش نہ ہوگی چنانچہ موسم خوشگوار رہا اور مذکورہ جرمن دوست بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اس تقریب میں شامل ہوئے اس مجلس سوال وجواب کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے جرمن زبان میں ترجمانی کے فرائض سر انجام دیئے۔

حاضرین جن کی اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل تھی نے اس مجلس میں حضور سے بہت عمدہ انداز میں علمی سوال پوچھے۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس معیار کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت بلند پایہ علمی جوابات عطا فرمائے۔ حاضرین نے پردہ اور مخلوط تعلقات، قرآن کریم کی تعلیم، ہندوانہ عقیدہ تناسخ کے بارہ میں سوالات کئے۔ ایک مہمان نے پوچھا کہ آپ کہتے ہیں کہ اسلام مستقبل کا مذہب ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یورپ عربی ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ اسلام کسی خاص علاقے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ آفاقی اور عالمی دین ہے اس میں ہر قوم اور ملک اور نسل کے لوگ شامل ہوئے ہیں۔ اسلام کسی ملک کا کلچر مسلط نہیں کرتا اس سلسلہ میں حضور نے خطبہ حجۃ الوداع کا حوالہ دیا۔

مختلف نمائشوں میں جماعت احمدیہ کے سٹال کے بارہ میں ایک دوست نے پوچھا تو حضور نے فرمایا کہ سپین میں لگنے والی EXPO میں ہم نے سٹال لگایا تھا اور میں بھی اس میں گیا تھا۔ آئندہ بھی ہم لگائیں گے۔

بعض دوستوں نے ختم نبوت، شیعہ سنی اختلافات کے بارہ میں سوالات کئے۔ ایک مہمان نے حج سے روکے جانے پر حضور کے محسوسات کے بارہ میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے یہ بہت دردناک کیفیت ہے مگر ہم کچھ بھی تو نہیں کر سکتے۔ ہمارے نزدیک حج کے قبول ہونے کا تصور روحانی ہے کہ اگر ہمیں باوجود خواہش کے جانے نہیں دیا جاتا تو ہمارا حج بہر حال قبول ہوگا۔

نو بجکر چھتیس منٹ پر حضور نے حاضرین سے وقت کی تنگی کے باعث معذرت کی، جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آپ کے لئے کھانا تیار ہے آپ تناول فرمائیں تو ایک جرمن خاتون مائیک پر آئیں اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں پھیلا کر بڑے ہی تشکر آمیز جذبات کے ساتھ کہنے لگیں آپ نے اتنے اچھے جواب دیئے ہیں کہ ہم ان سے نہ صرف پوری طرح محظوظ ہوئے ہیں بلکہ ان سے ہمارے علم میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔

حضور نے ان کی بات سن کر ترجمان سے فرمایا کہ انہیں کہیں YOU HAVE MADE MY DAY اس کے بعد علاقہ کی لیڈی میئر MRS. UTEBEVODE نے سٹیج پر آکر حضور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہا اور ایک یادگاری شیلڈ پیش کی اور دوبارہ بھی یہاں تشریف لانے کی دعوت دی۔ اس موقعہ پر حضور نہایت خوش نظر آتے تھے اور باوجود لمبے اور مسلسل سفر کے تین گھنٹے کی اس تقریب کے بعد حضور پوری طرح ہشاش بشاش تھے ایسا کیوں نہ ہوتا حضور ایدہ اللہ نے دعوت الی اللہ کی توفیق پائی تھی جو حضور کے جسم و روح کی غذا بن چکی ہے اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اور استعدادیں اسی راہ میں صرف کرنا حضور کا مقصد وحید بن چکا ہے۔

۹ بجکر پینتالیس منٹ پر نماز مغرب و عشاء ادا کر کے حضور ایدہ اللہ مع افراد قافلہ صدر جماعت گوٹنگن محترم چوہدری غلام احمد صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں حضور ایدہ اللہ نے رات کا کھانا تناول فرمایا۔ چوہدری صاحب موصوف کو اس دورہ میں یہ غیر معمولی اعزاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے اخلاص اور دعوت الی اللہ کیلئے کوششوں میں اور بھی برکت دے۔ آمین۔ اس کے فوراً بعد حضور فرانکفورٹ کے لئے واپس روانہ ہو گئے اور بارہ بجے کے بعد مسجد نور پہنچے۔

آج پندرہ ستمبر جمعۃ المبارک تھا حضور کی جماعتی مصروفیت کا آغاز بعد دوپہر اس وقت ہوا۔ جب حضور انور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد نور سے آفن باخ کے لئے روانہ ہوئے۔

فرانکفورٹ سے ملحق اس شہر میں ایک بہت بڑا ٹاؤن ہال نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مقررہ وقت سے دس منٹ پہلے دو بجکر بیس منٹ پر اس ہال میں رونق افروز ہوئے تو یہ ہال احباب جماعت سے بھرا ہوا تھا۔ تمام احباب بڑے منظم طور پر صفیں درست کئے حضور کے منتظر تھے آپ کی

گیلریوں میں مستورات کے لئے بھی انتظام کیا گیا تھا۔

(حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہاں تشریف لانے کے بعد MTA انٹرنیشنل کی ٹیم کے انچارج محترم سعید احمد صاحب جسوال کو علیحدہ لے جا کر بعض ہدایات دیں۔ اور بقیہ وقت اپنی جگہ پر بیٹھ کر تسبیح و تحمید میں گزارا اور ٹھیک ۲:۳۰ پر اذان کہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ پھر حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع کر کے پڑھائی۔ حضور کا خطبہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور نے ابتداء میں سورۃ الطارق کی آخری آیات انھم یکیدون کیدًا و اکید کیدًا فمھل الکافرین امھلھم رویدًا۔ تلاوت فرمائیں۔ حضور ایدہ اللہ نے دشمن کی تدبیروں اور اس کے منصوبوں سے ہر وقت باخبر رہنے کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ مومن کو بیدار مغز ہونا چاہیئے۔ اور خبر رسانی کا ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ ہم دشمن کے اپنے منصوبوں پر عمل کرنے سے پہلے اس کا سد باب کر سکیں۔

جماعت کی روز افزوں ترقی دیکھ کر دشمن جو منصوبے بنا رہا ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ آج ہی اخبار کا ایک تراشہ ملا ہے جس میں MTA پر مولویوں نے بڑے غیظ و غضب و بغض کا اظہار کیا ہے اور جماعت کو نعوذ باللہ تباہ کرنے کے بلند بانگ دعوے کئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ مخالفت کے بعد ہمارا قدم اللہ کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ چنانچہ میں نے MTA کا وقت بڑھانے کے لئے ہدایات دے دی ہیں اور ہماری کوشش ہو گی کہ MTA کی نشریات چوبیس گھنٹے پر محیط ہو جائیں۔ و باللہ التوفیق۔ اس کے بعد حضور نے MTA کے پروگراموں کے لئے نہایت قیمتی ہدایات دیں اور اس کے پروگراموں کے مختلف زبانوں میں تراجم کی ضرورت پر زور دیا۔)

حضور کی کولون میں

تشریف آوری:- نماز کی ادائیگی کے فوراً بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے کولون کے لئے روانہ ہو گئے۔ جہاں جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شام پونے سات بجے بیت النصر کولون میں ورود فرما ہوئے اور چند منٹ بعد مسجد کے ہال میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں تبلیغی نشست منعقد ہوئی۔ سات بجکر دس منٹ پر حضور کے ارشاد پر محترم فصیح الدین صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضور نے مہمانوں کو سوال کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ مہمانوں نے بڑے متانت اور سنجیدگی سے اسلام، احمدیت اور مذہب کی ضرورت اور اسلامی تعلیمات مسلمانوں کے حالات کے بارہ میں سوالات کئے اور غیر معمولی توجہ اور انہماک اور دلچسپی کے ساتھ حضور کے جوابات سنے حضور ایدہ اللہ کے جوابات کا ترجمہ نوجوان خادم سلسلہ محترم نوید حمید صاحب آف گنفز ہائم کرتے رہے۔

اس تقریب میں ۶۰ جرمن مہمان شامل ہوئے جن میں سے ۱۴ مہمانوں نے تقریب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ بارک اللہ لھم۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رات بیت النصر کے ہی رہائشی حصہ میں قیام فرمایا۔

۱۶؍ستمبر کی صبح حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نماز ظہر تک احباب جماعت کولون ریجن سے فیملی ملاقاتوں میں مصروف رہے نماز ظہر و عصر ادا کر کے حضور نے کھانا تناول فرمایا۔ اور چھ بجے شام حضور انور مسجد میں تشریف لے آئے۔ حضور پہلے مشن ہاؤس کے ایک کمرے میں تشریف لے گئے جہاں روما قبیلہ کے ہم ایوگوسلاوین اور میکڈونین احمدی احباب اپنے صدر جماعت بیہ نکلانجی صاحب کی قیادت میں حضور سے ملاقات کے منتظر تھے۔ ان احباب نے گزشتہ سال اکتوبر کے بعد سے اب تک بیعت کی ہے۔ جرمنی کی ایک جماعت لیشے ڈے کے ممبر ہیں۔ ان سب احباب نے جماعت احمدیہ اور خلافت کے ساتھ اپنے والہانہ جذبہ محبت کا اظہار کیا۔ صدر جماعت جناب نکلانجی صاحب نے حضور کو بتلایا کہ اب تک ۵۰۰ افراد ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ۔ حضور ایدہ اللہ نے ان کے دینی جذبہ کو سراہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے لئے دعا کی۔ حضور نے اس موقع پر جماعت احمدیہ ہنوور کے دوست محترم حمید اختر صاحب جو ان دوستوں کے ہمراہ تھے کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ ان احباب کے مسائل کے بارہ میں ایک تفصیلی رپورٹ تیار کر کے پیش کریں تا ان مسائل کے حل کے لئے بین الاقوامی سطح پر آواز اٹھائی جائے۔

اس کے فوراً بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بیت النصر کے ہال میں تشریف لے گئے جو بوسنین اور البانین مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ چھ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور نے اپنی نشست پر رونق افروز ہوتے ہی تقریب کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ مکرم محمد انیس صاحب دیالیڈیشنل نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ آج کی اس تقریب میں البانین زبان کی ترجمانی حسب سابق مکرم محمد زکریا خان صاحب فاضل نے جبکہ بوسنین زبان کی ترجمانی بوسنین خاتون آرمینہ صاحبہ نے کی۔ تلاوت کے ہر دو زبانوں میں تراجم ہو چکے تو بوسنین نو احمدی معلم برادر ابراہیم صاحب نے بوسنین زبان میں ایک نظم پڑھی جس میں حقیقی اسلام احمدیت کا تعارف کرایا گیا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین مجلس کو سوالات کرنے کی دعوت دی۔ سب سے پہلے ایک مہمان نے پوچھا کہ احمدیوں کو حج کرنے کی اجازت کیوں نہیں۔ حضور نے جواباً پوچھا کہ کس کی طرف سے اللہ کی طرف سے یا لوگوں کی طرف سے۔ اس نے عرض کیا لوگوں کی طرف سے!

اس پر حضور نے فرمایا کہ اللہ نے اجازت دی ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں لوگ کون ہوتے ہیں، اس کا حق لینے والے۔ پس آپ لوگوں سے پوچھیں کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ اس کے بعد مزید تسلی کی خاطر حضور نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ آپ نے یہ سوال کیوں پوچھا ہے۔ ملاں نے آپ کو کہا ہے کہ یہ غیر مسلم ہیں اس لئے روکا ہے، کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمان نہ تھے جو آپ کو حج کرنے سے روکا گیا۔ اس کے بعد حضور نے سمجھایا کہ یہ ملاں تمہارے پاس چھپ کر آتے ہیں اور مختلف قسم کی غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں۔ صرف حج کرنے کا سوال نہیں ہے بلکہ بہت گہرا اور تفصیلی سوال ہے۔ اس لئے حضور نے ایک گھنٹہ تک تفصیل کے ساتھ، کھول کھول کر اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے اور اس کے مخالفوں کا وہی رنگ ڈھب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کا تھا۔

حضور نے پوچھا کہ جب لوگ شراب خانوں میں یا چرچوں میں جاتے ہیں تو یہ ملاں کیوں نہیں روکتے جب آپ ہمارے پاس آتے ہیں تو روکنے کے لئے فوراً بھاگتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کسی ملاں کو کہہ کر دیکھ لیں کہ میں چوری کرتا، شراب پیتا ہوں غرضیکہ تمام باتوں کا ذکر کریں جن سے اسلام نے منع کیا ہے اور اس کے ساتھ کہہ دیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کو بھی کافر مانتا ہوں تو وہ آپ کو ان تمام گناہوں کے باوجود اپنے سینے سے لگا لے گا اور کہے گا الحمد للہ تم تو بہت اچھے مسلمان ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی آزمائش کر کے دیکھ لیں۔ تو یہ ہے ان ملاؤں کی حیثیت اور حقیقت۔

ایک احمدی بوسنین دوست نے پوچھا کہ بعض احمدی نماز کے وقت جماعت میں شامل نہیں ہوتے مگر بعد میں ادا کرتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی دنیوی مقصد کی خاطر ایسا کرتا ہے تو وہ غلط ہے لیکن اگر کوئی احمدی دینی فرائض میں مصروف ہے تو یہ ایک مختلف چیز ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی مقصد کی خاطر ایک نماز کو تاخیر سے اور دوسری نماز کے ساتھ جمع کر کے پڑھنا ثابت ہے۔ اس ضمن میں حضور نے تفصیل سے حاضرین کو سمجھایا کہ اسلام بڑا وسیع اور معقولیت رکھنے والا دین ہے۔

ایک مہمان نے پوچھا کہ آپ حضرت کا لفظ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

حضور نے جواب میں فرمایا کہ یہ کوئی مخصوص اصطلاح نہیں بلکہ ادب اور احترام کا لفظ ہے جبکہ اصطلاح آنحضرت ہے جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ حضور نے واضح کیا کہ یہ صرف ملاں کی شرارت ہے جس کا کام ہی لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ جہاں تک حضرت کے لفظ کا تعلق ہے تو یہ منفی معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا حضرت ہے۔ یعنی بہت چالاک ہے۔ وغیرہ۔

ایک دوست کے سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام نمازوں کی رکعات بیان فرمائیں اور نماز کے بعد دعا کرنے کے بارہ میں جماعت کا طریق اور موقف بتایا۔

ایک دوست نے تین سوالات پیش کئے۔ حضور نے ان کی اہمیت کے پیش نظر تفصیل سے جواب دیئے۔ پہلے سوال کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مغرب دراصل اسلام کی مخالفت کرتا ہے جس میں صرف تشدد کے ساتھ لوگوں کو مسلمان بنانے کا غلط تصور ہے اور یہ مسلمانوں کی اپنی ذمہ داری ہے۔ حضور نے پوچھا کہ HOLY WAR یعنی جہاد کا تو بڑے زور شور سے نعرہ لگاتے ہیں مگر اب اہل بوسنیا کی مدد کے لئے کتنے لوگ آئے ہیں؟ عراق کے خلاف تو فوراً متحد ہو گئے تھے اب کہاں گیا ان کا جذبہ جہاد؟

دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میرا صرف جان میجر کے ساتھ ہی رابطہ نہیں ہے بلکہ عمومی طور پر ساری دنیا کے ساتھ ہے اور جماعت احمدیہ اپنے حالات اور وسائل کے مطابق بوسنیا میں ہونے والے مظالم کے خلاف ہر ممکن پروپیگنڈہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ابھی کل ہی امریکن کانگریس کے ایک ممبر کا خط ملا ہے کہ بوسنیا کے بارہ میں کانگریس میں ایک مرتبہ پھر قرارداد پیش کر رہا ہوں

اس سوال کا جواب دینے کے بعد جب مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ شروع ہوا تو حضور وضو تازہ کرنے کی خاطر مجلس سے چند منٹ کے لئے تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حضور نے مہمان مذکور کے آخری سوال کا جواب دیا کہ مذہب کی بنیاد محبت الٰہی پر ہے اور جو شخص اللہ سے محبت کرے گا وہ لازماً اس کی مخلوق سے بھی محبت کرنے والا ہوگا۔ اس کے لئے مخلوق خدا سے نفرت ممکن ہو ہی نہیں سکتی۔

حضور کے جوابات سننے پر حاضرین نہایت خوشی اور جوش و جذبہ کے ساتھ مختلف انداز میں حضور کا شکریہ ادا کرتے رہے۔

حاضرین کے خوشی سے تمتماتے ہوئے چہرے یقیناً قابل دید تھے۔ غرضیکہ یہ مجلس ایک غیر معمولی روحانی ماحول میں نو بجے شب تک جاری رہی۔ اس وقت حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ۵۱ بوسنین اور ۲۳ البانین مہمان بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے اسی وقت ان احباب سے بیعت لی۔ اس موقع پر بیعت کرنے والوں کی کیفیات بہت ہی غیر معمولی تھیں۔ ہر شخص عظیم جذبہ عقیدت و محبت کے ساتھ حضور کے ہاتھ کے نیچے اپنے ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ حضور نے بیعت کے الفاظ دہرانے کے لئے بائیں ہاتھ میں بیعت فارم پکڑ رکھا تھا۔ جب حضور بیعت کے الفاظ مکمل طور پر دہرا چکے تو بیعت فارم میز پر رکھ کر اپنا بازو بھی بڑھا دیا تو اس پر بھی بیعت کرنے والے پروانوں کے ہاتھ ہی ہاتھ ہو گئے۔ یہ چند لمحات میں دیکھنے والی آنکھوں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا جو والہانہ فدائیت کا مظہر تھا۔

دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اسی ہال میں نمازیں پڑھائیں اور رات کا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور فرانکفورٹ کے لئے ساڑھے دس بجے شب روانہ ہو گئے۔

۷ ستمبر کی صبح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا اس دوران حضور نے دفتری امور بھی سر انجام دیئے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر حضور نے نماز ظہر و عصر پڑھائی اور سہ پہر کے پانچ بج کر پانچ منٹ پر جماعت احمدیہ فرینکفورٹ کے مرکز بیت القیوم (NIEDER ESCH BACH) میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں حضور نے جرمنی میں MTA کے زیر تعمیر شدہ مختصر سٹوڈیو کا افتتاح فرمایا۔ (اس افتتاح کی تفصیلی خبر گزشتہ قسط میں شائع ہو چکی ہے) حضور انور ایدہ اللہ نے ساڑھے سات بجے شام اپنے دفتر میں ایک تبلیغی میٹنگ کی صدارت فرمائی۔ جس میں حضور نے جرمنی جماعت کو دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں نہایت اہم اور قیمتی ہدایات دیں۔ اس میٹنگ کے بعد حضور نے مسجد نور میں نماز مغرب و عشاء پڑھائی اور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

۸ ستمبر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز علی الصبح نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور اس کے بعد حسب معمول سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ۹ بجے سے باقاعدہ دفتری امور کی سر انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔ حضور نے ایک بجے بعد دوپہر تک احباب جماعت سے فیملی ملاقاتیں بھی فرمائیں۔ نماز ظہر و عصر اور کھانے اور کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد ساڑھے تین بجے حضور انور مسجد نور سے ہمبرگ کے لئے روانہ ہوئے۔ آج چونکہ حضور نے رخصت ہونے سے قبل دورہ کے دوران نہایت مستعدی کے ساتھ ڈیوٹی دینے والے اپنے خدام سے ملاقات بھی فرمائی۔

پروگرام کے مطابق حضور نے ہمبرگ جاتے ہوئے GOTTI-NGEN میں ایک تبلیغی نشست میں شرکت فرمائی۔ آج یہاں اس دورہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ ورود فرما ہوئے۔

یہاں یونیورسٹی ہال میں بوسنین اور البانین مہمانوں کے لئے وسیع پیمانے پر بہت عمدہ طور پر انتظامات کئے گئے تھے۔ حضور انور شام کے چھ بج کر دس منٹ پر رونق افروز ہوئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد نہایت خوبصورت اور وسیع و عریض ہال کے سٹیج پر تشریف لے آئے۔ اور تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ آج کی اس تقریب میں بھی البانین ترجمان محترم محمد زکریا خان صاحب اور بوسنین ترجمان محترمہ آرمینہ صاحبہ تھیں۔ آج کی اس تقریب میں بھی کم و بیش اسی نوعیت کے سوالات دہرائے گئے جو گزشتہ نشستوں میں پوچھے جا چکے تھے۔ مگر حضور انور ایدہ اللہ کا آج جواب عطا فرمانے کا انداز بالکل منفرد تھا۔ حضور نے احمدیت کی مخالفت کے سوال پہ فرمایا کہ یہ تو ہمیشہ سے طریق چلا آیا ہے۔ تمام انبیاء کی مخالفت ہوتی آئی ہے۔ حضور نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا تو اس وقت کس امام نے آپ کی تائید کی تھی۔ جہاں تک بھی آپ کی آواز پہنچی ہر ایک نے آپ کی مخالفت ہی کی۔ حضور نے فرمایا کہ اس مخالفت کے باوجود اللہ کے فرستادہ کا کامیاب ہو جانا اس کی سچائی کا نشان ہوتا ہے۔ اسی کسوٹی پر حضرت مسیح موعود کی صداقت کو پرکھا جائے تو آپ

ہر لحاظ سے سچے ثابت ہوتے ہیں۔

ایک مہمان نے کہا کہ یہ البانین اور بوسنین ایسی تبلیغی تقاریب میں پکنک کے طور پہ آتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ لوگ اسلام میں دلچسپی کیوں نہیں لیتے۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بدقسمتی سے تمام مسلمان جو دہریت کے سایہ تلے رہتے رہے ہیں وہ عملی طور پر بے عقیدہ ہو چکے ہیں وہ صرف نام کے مسلمان ہو کر رہ گئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی کوششوں سے اب کچھ نہ کچھ سنجیدگی ان میں آرہی ہے اور وہ دینی امور کے ساتھ دلچسپی ظاہر کر رہے ہیں۔ حضور نے اس موقعہ پر حاضرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اب یہاں دیکھ لیں ہمارے مہمان خاموشی سے اور سنجیدگی سے باتیں سن رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ پکنک کے موڈ میں آئے ہوتے تو اپنی باتوں میں مشغول ہوتے اور قہقہے لگا رہے ہوتے۔ ایک بوسنین مہمان نے نہایت مؤدبانہ انداز میں عرض کیا کہ میں پہلی مرتبہ آپ کے پروگرام میں شامل ہو رہا ہوں کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب ہی امام مہدی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اس سوال کا تفصیل کے ساتھ مختلف مواقع پر متعدد بار جواب دے چکا ہوں۔ تاہم حضور نے مہمان کی خواہش کے پیش نظر مختصراً جواب عطا فرمایا اور سب سے بنیادی نشانی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی یہ بتلائی کہ حضرت امام مہدی کی قائم کردہ جماعت ہر جگہ پھیلتی جا رہی ہے۔ ۱۰۰ سال میں ایک سے دس ملین ہو چکے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے مخالف مولویوں کو کھلے کھلے چیلنج بار بار دیئے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے خلاف خوب دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ مجھے تباہ کر دے مگر کسی مخالف کی ایسی دعا قبول نہ ہوئی اور خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ درخت بڑھتا ہی چلا گیا۔

پھر حضور نے کسوف وخسوف کے عظیم الشان آسمانی نشان کا تذکرہ فرمایا اور بتلایا کہ یہ ایسا نشان ہے جس کے ظہور میں کسی بھی انسان کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔

ایک اور سوال کے جواب میں حضور نے جلالی رنگ میں فرمایا کہ جماعت کا سنٹر لندن میں نہیں ہے بلکہ جماعت کا سنٹر تو اسی جگہ ہوتا ہے جہاں خلیفہ وقت ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تو بے معنی سوال ہے سوال یہ کریں کہ میں نے لندن ہجرت کیوں کی۔۔۔ پھر حضور نے اس واقعہ ہجرت کی تفصیل بیان فرمائی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ احمدیت کی ابتداء انگریزی سلطنت میں ہوئی۔۔۔ ایسا کیوں؟

آپ نے فرمایا کہ کیا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام رومن ایمپائر میں مبعوث نہیں ہوئے تھے؟ اس کے بعد حضور نے جماعت کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈہ کہ یہ انگریز کے ایجنٹ ہیں، کی حقیقت خوب کھول کر سامعین کے سامنے رکھی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر حضرت مسیح موعود انگریز کے ہی ایجنٹ تھے تو کیا انگریز نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ طاقتور تھے۔ جو تمام مسلمانوں کی کوششوں اور دعاؤں کے باوجود حضرت مرزا صاحب ہی کامیاب ہوئے۔ اسی ضمن میں حضور نے جماعت احمدیہ کی تاریخ کے اہم واقعات بیان کرتے ہوئے جماعت کی کامیابیوں کی لمبی فہرست گنوائی۔

حضور نے بڑے جوش کے ساتھ ان الفاظ میں اس جواب کو سمیٹا کہ مسلمانوں نے بھی عیسائی ممالک میں پناہ لی تھی، اسی طرح پاکستان کے مختلف سیاسی لیڈر بھی تو آج لندن میں ہی آکر پناہ لیتے ہیں۔ کیا یہ سب برطانیہ کے ایجنٹ ہیں۔۔۔۔ حضور نے جواب ختم کیا تو حاضرین نے تالیاں اور پرجوش نعرے لگا کر حضور کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضور نے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا کہ آج ہمارے مخالف لوگوں کے سامنے رقم پیش کرتے ہیں اور علماء کا تو یہ حالت ہو چکی ہے کہ چند آیتیں سنا کر رقم بٹورتے ہیں گویا اللہ کا نام بیچتے ہیں۔ جبکہ آج خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کو بے لوث خدمت انسانیت کی توفیق مل رہی ہے۔ حضور نے اپنی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ہومیو پیتھک کی ایک عرصہ سے کلاس لے رہا ہوں اور MTA کے ذریعے ساری دنیا میں اسے نشر کیا جا رہا ہے اور یہ سارا سلسلہ بالکل مفت ہے۔ آپ اسی بات سے ہمارے اور ہمارے مخالفوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔

۸۔۹ بجے شب یہ دلچسپ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ تو اس موقع پر BAD KARLS HAFEN کے میئر HANS CHRISTIAN WEHMEIER نے اپنے شہر کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کہتے ہوئے ایک شیلڈ بھی پیش کی۔ حضور نے اس تقریب کے فوراً بعد نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں پھر رات کا کھانا تناول فرمایا اور ہمبرگ کے لئے روانہ ہو گئے اور شب کے بارہ بج کر بیس منٹ پر حضور انور بخیر وعافیت مسجد فضل عمر ہمبرگ میں ورود فرما ہوئے۔ الحمد للہ۔

یہاں مقامی احباب نے ریجنل مشنری محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب اور ریجنل امیر محترم چوہدری ظہور احمد صاحب کی قیادت میں حضور انور کا استقبال کیا۔

درخواست دعا

○ــ عاجزہ اپنے شوہر محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب مدظلہ العالی کی صحت کاملہ وعاجلہ اور فعال بابرکت زندگی کے لئے درخواست دعا کرتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے نیز ہمارے بچوں کو مولیٰ کریم سعادت وتقویٰ سے بھرپور زندگی عطا فرمائے اور احمدیت وخلافت کے سچے خادم ہوں۔ (اعانت ۲ پاؤنڈ)

○ــ ہماری ایک مخلص احمدی امریکن خاتون مسز عائشہ شریف آف پنسلوینیا اپنے لئے نیز بچوں کی صحت وتندرستی دینی ودنیوی ترقیات اور مرحومہ بہن زینب اسد کی مغفرت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔ اعانت بدر (۱۵ پاؤنڈ)

(امۃ الحفیظ بیگم ڈاکٹر عبد السلام صاحب لندن)

○ــ مکرم احمد رشید صاحب آف کرونا گپلی جو ان دنوں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض عربی کتب کا ملیالم ترجمہ کر رہے ہیں کی صحت وسلامتی درازی عمر اور دینی مقاصد میں نمایاں کامیابی کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ ترجمہ کتب میں مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ بھی موصوف کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو بھی احسن رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق بخشے۔ آمین

(ادارہ)

○ــ مکرم محمود حسین صاحب چنچے گھار یادگیر دینی ودنیاوی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت ۵۰/-) (عبد المنان صاحب یادگیر)

ولادت

محترمی عبد الشکور احمد صاحب (نیشنل سیکرٹری پبلک ریلیشنز جماعت ہائے امریکہ اور ریجنل قائد خدام الاحمدیہ واشنگٹن) اور نبیلہ احمد صاحبہ (سیکرٹری تعلیم وتربیت۔ ناصرات الاحمدیہ واشنگٹن) کو اللہ تعالیٰ نے ۱۴ راکتوبر کو دوسری لڑکی عطا کی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت بچی کا نام "شبنم شکور" تجویز کیا ہے۔ نومولود محترم احمد عبد الحمید صاحب (حیدر آباد دکن حال امریکہ) کی پوتی ہے اور کلیم اللہ خان (اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ) کی نواسی ہے۔ بچی کے خادمہ دین اور قرۃ العین ہونے اور صحت وسلامتی والی لمبی عمر پانے کے لئے احباب کرام سے درخواست دعا ہے (اعانت بدر ۱۰ ڈالر) (کلیم اللہ خان امریکہ)

بقیہ نفرت کی بدلومت پھیلائیے صدا

پہنچے تو ایک دفعہ آپؐ کا دل خدا کی طرف کھنچا گیا۔ ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے۔ آپؐ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے اور اپنے خدا کو یاد کرتے ایک دن اُسی غار میں آپؐ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے۔ تب خدا تعالیٰ نے آپ پر ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ہوا کہ دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے اور زمین گناہ سے آلودہ ہو گئی ہے اس لئے میں تجھے اپنا رسول بنا کر بھیجتا ہوں اب تو اور لوگوں کو متنبہ کر کہ وہ عذاب سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں۔ اس حکم کے سننے سے آپؐ ڈر گئے کیونکہ آپ اُمّی یعنی ناخواندہ آدمی تھے اور عرض کیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا تب خدا نے آپؐ کے سینہ میں تمام روحانی علوم بھر دیئے اور آپؐ کے دل کو روشن کیا تھا۔ آپؐ کی قوتِ قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپ کے حلقہ اطاعت میں آنے شروع ہو گئے اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انہوں نے دشمنی پر کمر باندھ لی یہاں تک کہ آخرکار آپؐ کو قتل کرنا چاہا اور کئی مرد اور کئی عورتیں بڑے عذاب کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور آخری حملہ کیا کہ آنحضرتؐ کو قتل کرنے کے لئے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا مگر جس کو خدا بچاوے اس کو کون مارے۔ خدا نے آپؐ کو اپنی وحی سے اطلاع دی کہ آپؐ اس شہر سے نکل جاؤ اور میں ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہوں گا۔ پس آپ شہر مکہ سے ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر نکل آئے اور تین رات تک غارِ ثور میں چھپے رہے۔ دشمنوں نے تعاقب کیا اور ایک سُراغرساں کو لے کر غار تک پہنچے اس شخص نے غار تک قدم کا نشان پہنچا دیا اور کہا کہ اس غار میں تلاش کرو اس کے آگے قدم نہیں اور اگر اس کے آگے گیا ہے تو پھر آسمان پر چڑھ گیا ہوگا مگر خدا کی قدرت کے عجائبات کی کون حد بست کر سکتا ہے۔ خدا نے ایک ہی رات میں یہ قدرت نمائی کی کہ عنکبوت (یعنی مکڑی مانعی) نے اپنی جالی سے غار کا تمام منہ بند کر دیا اور ایک کبوتری نے غار کے منہ پر گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے اور جب سُراغرساں نے لوگوں کو غار کے اندر جانے کی ترغیب دی تو ایک بڈھا بولا کہ یہ سُراغرساں تو پاگل ہو گیا ہے۔ میں تو اس جالی کو غار کے منہ پر اس زمانہ سے دیکھ رہا ہوں جب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس بات کو سُن کر سب لوگ منتشر ہو گئے اور غار کا خیال چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر مدینہ میں پہنچے اور مدینہ کے اکثر لوگوں نے آپ کو قبول کر لیا۔ اس پر مکہ والوں کا غضب بھڑکا اور افسوس کیا کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اور پھر کیا تھا دن رات انہیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں اور کچھ تھوڑا گروہ مکہ والوں کا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا وہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مختلف

ممالک کی طرف چلے گئے بعض نے حبشہ کے بادشاہ کی پناہ لے لی تھی اور بعض مکہ میں ہی رہے کیونکہ وہ سفر کرنے کے لئے زادِ راہ نہیں رکھتے تھے اور وہ بہت دُکھ دیئے گئے قرآن شریف میں اُن کا ذکر ہے کہ کیونکر وہ دن رات فریاد کرتے تھے۔

اور جب کفارِ قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض عورتوں کو ایسی بے دردی سے مارا کہ ان کی دونوں ٹانگیں دو رسوں سے باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ وہ رسے جکڑ دیئے اور پھر ان اونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا اور اس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مر گئیں۔

جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا تو خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اپنے رسول پر اپنی وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہنچ گئی آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان کا مقابلہ کرو اور یاد رکھو کہ جو لوگ بے گناہ لوگوں پر تلوار اُٹھاتے ہیں وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے جائیں گے مگر تم کوئی زیادتی مت کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ ہے حقیقت اسلام کے جہاد کی جس کو نہایت ظلم سے بُرے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے ..... میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے یہ سُن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دینِ اسلام میں جبر نہیں۔"

(پیغام صلح ص۲۶ تا ص۳۰)

یہ تو تھے کفار کے مظالم اور مسلمانوں کی کمزوری و کسمپرسی کی حالت میں تو تب مدافعت لیکن قرآن مجید اس مدافعت کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ حسین تعلیم بھی دی ہے کہ ـــــــ اگر کسی ظالم نے تم پر ظلم کیا ہے کسی دشمن نے دشمنی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے تو تم بدلہ لیتے وقت یا مدافعت کرتے وقت بھی عدل و انصاف کے تقاضوں کو اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑنا فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (مائدہ ۹)

اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے مضبوط ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو تم انصاف کرو وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے (آگے ۱۶ پر)

طالبِ دعا: محبوب عالم ابن حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN - LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS WALLETS
ECT
19A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

Star ★ PHONE-543105
CHAPPALS
WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER
& RUBBER CHAPPALS
105/641, OPP BLOCK NO7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN - 208001

C.K. ALAVI RABHAH WOOD INDUSTRIES
MANDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PH. 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ اوّل

اور آپ ہی کا نور ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ذات میں اس طرح چمکا ہے جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے اور آج جس نے بھی نور محمد مصطفیٰ کو پانا ہے وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دیکھے۔

خطبہ کے دوران ضمناً ایک موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک غیر از جماعت کے ان ریمارکس پر کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جو ایم ٹی اے پر بچوں کی کلاس لیتے ہیں اور زبانیں سکھانے کی کلاسز لیتے ہیں یہ آپ کے شایان شان نہیں۔ تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ طریق فطرت کے مطابق ہے۔ اور اس مزاج کے مطابق ہے جو اللہ سے ہم نے سیکھے ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے ہاں محبت کے گہرے تعلقات ہیں اور دنیا بھر میں کثرت سے لوگ ایسے ہیں جو خلیفہ وقت کو دیکھنے اور اس کی باتیں سننے کے لئے خاص طور پر ان پروگراموں کے وقت اپنے ٹی وی آن کرتے ہیں جن میں میں شامل ہوتا ہوں۔

بقیہ صفحہ ۱۵:۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

قرآن مجید کی یہ خوبی ہے کہ دشمن سے بھی انصاف کے سلوک کا حکم دیتا ہے لیکن گوکل صاحب جو مذہب اسلام پر بے باکانہ وار کر رہے ہیں خود ان کے اپنے گھر کی حالت یہ ہے کہ ہندو دھرم میں اپنے مذہب کے لوگوں سے بھی انصاف نہیں ہے۔ آج تک شودر طبقہ کے لوگ اپنے ہی ہم مذہب لوگوں کی دشمنی و ناانصافی سے تنگ آکر انصاف کی بھیک مانگ رہے ہیں لیکن ان غریبوں کے ساتھ ہندو دھرم میں کیا سلوک کیا گیا ہے آئندہ اشاعت میں۔

(باقی)

(منیر احمد خادم)

الیکٹرانکس/ڈش انٹینا ٹریننگ کلاسیز

جملہ امراء وصدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لیئے تحریر ہے کہ الیکٹرانکس/ڈش انٹینا، گھریلو الیکٹریکل کام (HOME - APPLIANCES) اور جنیٹر ٹرانسفارمر کے بارہ میں ٹریننگ کلاس مورخہ ۲۵ر فروری ۱۹۹۶ء تا ۲۵ر اپریل ۱۹۹۶ء قادیان میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ محترم جناب خالد رشید صاحب اور مکرم بشیر الشمس صاحب یہ کلاس لیں گے آپ خواہش مند افراد جماعت کی تصدیق کر کے ان کو اس کلاس میں شمولیت کے لیئے بھجوا سکتے ہیں درخواست دہندہ کم از کم میٹرک پاس ہونا چاہیئے گر یجویٹ، .B.S.C طلباء کو فوقیت دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں قادیان آنے اور واپس جانے کے اخراجات سفر کے ذمہ دار درخواست دہندگان ہی ہوں گے۔ قیام وطعام کا جماعتی طور پر انتظام ہوگا۔ البتہ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

ایسے خواہش مند احمدی احباب داخلہ فارم کے لئے نظارت امور عامہ قادیان کو تحریر کریں۔

نوٹ:۔ تمام لیکچرز اردو میں ہوں گے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ہدائتی لیں:۔ چونکہ مجلس انصار اللہ بھارت کا مالی سال ختم ہو رہا ہے جن مجالس مجلس کے لازمی چندہ کی بقایادار ہیں وہ اولین فرصت میں بقایا چندہ ارسال کر کے ممنون فرمادیں۔ اس طرح سال ۱۹۹۶ء کی تشخیص اور تجنید مکمل کر کے دفتر ہذا میں بھجوائیں۔ جزاکم اللہ۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت قادیان)

چندہ جلسہ سالانہ

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء کے بابرکت انعقاد میں اب ایک ماہ سے بھی کم وقت باقی رہ گیا ہے جس میں شمولیت کے لئے اکناف عالم میں آباد شمع احمدیت کے پروانے بعد شوق ابھی سے اپنے پر تول رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے زیادہ سے زیادہ مخلص جماعت کو اس بابرکت روحانی اجتماع میں شمولیت اختیار کر کے مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی متضرعانہ اور مقبول بارگاہ الٰہی دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اس بابرکت روحانی اجتماع میں شامل ہونے والا ہر خوش بخت ہمارے لئے لنگر خانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے ایک معزز اور واجب الاحترام مہمان کی حیثیت رکھتا ہے جس کی خاطر خواہ میزبانی کرنا ہم سب کی مشترکہ جماعتی ذمہ داری ہے۔ مستقل نوعیت کی اس مشترکہ جماعتی ذمہ داری سے بطریق احسن عہدہ برا ہونے کے لئے حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری چندہ عام وحصہ آمد کی طرح چندہ جلسہ سالانہ بھی ایک لازمی چندہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کی کم سے کم شرح ادائیگی ہر برسر روزگار احمدی کی سالانہ میں ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے۔ اور سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق اس چندہ کی سو فیصد ادائیگی انعقاد جلسہ سالانہ سے قبل کی جانی ازبس ضروری ہے تا ضرورت حقہ کے مطابق جلسہ کے کثیر اخراجات بروقت اور بسہولت پورے کیئے جاسکیں۔

یہاں اس امر کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء پر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی بنفس نفیس قادیان میں تشریف آوری کے بعد سے بفضلہ تعالےٰ حاضرین جلسہ کی تعداد میں خوش کن اضافہ کے باعث جلسہ سالانہ کے اخراجات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کا بجٹ آمد چندہ جلسہ سالانہ بہت محدود ہونے کی وجہ سے اضافہ شدہ ان کثیر اخراجات کا معتد بہ حصہ مرکزی فنڈ سے پورا کیا جا رہا ہے۔ جبکہ مہمانان کرام جلسہ سالانہ قادیان کی میزبانی کی تمام تر ذمہ داری فی الحقیقت جماعت ہائے احمدیہ بھارت پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے مخلصین جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کرتے وقت اس کے لئے مقررہ کم از کم شرح پر ہی قناعت نہ کریں بلکہ مہمانان کرام لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکرام میزبانی کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے لئے اس مد میں حسب توفیق و استطاعت بڑھ چڑھ کر اضافی عطیات بھی پیش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجہ میں اپنے بے پایاں فضلوں اور رحمتوں کا وارث کرے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فریضہ ہے۔

(منیجر بدر)

साप्ताहिक 'बद्र'

कादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद खादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
कुरैशी मुहम्मद फज़लुल्लाह

वर्ष 2 हिन्दी भाग 23 नवम्बर, 1995 अंक 47

पवित्र .कुर्आन

धन का हक़

हे .कुर्आन पढ़ने वाले ! जब अल्लाह तेरी रोज़ी बढ़ा दे तो) तुम्हे चाहिए कि नातेदारों, निर्धनों और यात्रियों को उन का हक़ दिया करो ! यह बात उन लोगों के लिए बहुत अच्छी है जो अल्लाह की प्रसन्नता पाना चाहते हैं तथा वही लोग सफलता पाने वाले हैं। (अल्-रुम 31)

और उन के धन में मागने वालों का भी हक़ था तथा उन का भी जो मांग नहीं सकते थे। (अल्-ज़ारियात 10)

और जिन के धन-दौलत में एक निश्चित भाग निर्धन माँगने वालों का भी होता है।

और उन का भी होता है जो मांग नहीं सकते।

(अल्-मआरिज)

हदीस शरीफ़

अपने भाई से मुस्करा कर मिलना भी सदका (दान) है।

हजरत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम फर्माते है

"अपने भाई से मुस्कुरा कर मिलना सदका (वह कर्म जिनसे अल्लाह खुश हो) है। और अच्छी बात का हुकुम करना और बुराई से रोकना सदका है। और भूले हुए की राह बता देना तथा अंधे को रास्ता दिखाना सदका है और पत्थर कांटे तथा हड्डी को रास्ते से हटा देना भी तेरे लिए सदका है। इसी तरह तेरा अपने भाई के बर्तन में पानी डाल देना या भर देना सदका है (तिर्मिज़ी)

मलफूज़ात

क़र्ज़दार का जनाज़ाह

हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम फ़र्माते हैं।

क़र्ज़ की वापसी तथा अमानत की वापसी में बहुत कम लोग सच्चे निकलते हैं और लोग इसकी चिन्ता नहीं करते हांलाकि यह बहुत जरुरी बात है हज़रत रसूले करीम सल्लाहो अलैहे वस्सल्लम इस व्यक्ति का जनाज़ाह नहीं पढ़ते थे जिस पर कर्ज़ा होता था देखा जाता है जिस प्यार और बेनती से लोग कर्ज लेते हैं इसी प्रकार खुशी से वापिस नहीं करते बल्कि वापसी के अवसर पर ज़रुर कुछ न कुछ सखती तथा लड़ाई झगड़ा हो जाता हैं इमान की सच्चाई इसी से पहचानी जाती है

(मलफूज़ात जिल्द 9 सफा 347)

गतांक से आगे

इस्लाम धर्म

पहले लिखे उदाहरणों से यह सिद्ध हो गया कि आने वाला महापुरुष एक होगा और वह सब धर्मों का प्रतिनिधि होगा। परन्तु अब यह जानना शेष है और इस पर विचार करना आवश्यक है कि आने वाले महापुरुष का किस धर्म के साथ सम्बन्ध होगा। जब हम निष्पक्ष हो कर विचार करते हैं तो हम इस परिणाम तक पहुंचते हैं कि आने वाला महापुरुष इस्लाम धर्म में प्रकट होगा।

सब धर्मों वाले यह मानते हैं कि अवतार ने इस लिये आना है कि वह संसार में शान्ति की स्थापना करे, परन्तु यदि आने वाला महापुरुष इस्लाम धर्म के अतिरिक्त किसी और धर्म में आयेगा तो संसार में शान्ति कदापि स्थापित नही होगी। उदाहरण रुप यदि वह अवतार हिन्दुओं में आया तो वह केवल हिन्दू ऋषि-यों, मुनियों तथा अवतारों को सच्चा मानेगा, अन्य धर्मों में आने वाले अवतारों को वह ईश्वरीय भक्त नहीं मानेगा। इसी प्रकार ईसाई धर्म, यहूदी धर्म तथा अन्य धर्मों का हाल है: परन्तु जब अवतार का धर्म इस्लाम होगा तो इस्लाम की शिक्षानुसार वह तमाम अवतारों, ऋषियों, नबियों और पैगम्बरों का सत्कार करेगा जो कि भिन्न भिन्न देशों तथा जातियों में आये। क्योंकि इस्लाम धर्म की पवित्र पुस्तक '.कुर्आन मजीद' का उपदेश है कि प्रत्येक जाति तथा देश में परमात्मा की ओर से सुधारक आते रहे हैं। जैसा कि लिखा है:

"इन् मिन् उम्मातिन् इल्ला ख़ला फीहा 'नज़ीर'

अर्थात इस संसार में कोई जाति ऐसी नहीं जिस में परमात्मा की ओर से डराने वाला न आया हो।

एक और स्थान पर लिखा है :-

'वलि कुल्ले कौमन् हाद' अर्थात प्रत्येक जाति में सुधारक तथा सत्य का मार्ग दिखाने वाले आये हैं।

अतः यह सिद्ध हुआ कि इस्लाम धर्म सब अवतारों को जो किसी भी देश तथा किसी भी जाति में आए हों सच्चा मानता है इसलिये इस्लाम धर्म में प्रकट होने वाला अवतार पूर्ण रुप से शान्ति की स्थापना कर सकेगा।

दूसरी बात यह है जिसे मैं विस्तार पूर्वक पहले बता आया हूं कि हज़रत मुहम्मद सल्ल) के प्रकट होने के बाद तमाम धर्म विधान तथा शरीअतें मन्सूख (परित्यक्त) हो चुकी हैं अब केवल .कुर्आन मजीद पर चल कर ही एक मनुष्य परमात्मा से अपना सम्बन्ध स्थापित कर सकता है। इसलिये कल्कि अवतार, इमाम महदी का प्रादुर्भाव केवल इस्लाम धर्म में होना आवश्यक था।

शुभ समाचार

श्री रामचन्द्र जी, श्री कृष्ण जी, श्री बुद्ध व जी, हज़रत ईसा गुरु नानक जी तथा हज़रत मुहम्मद (सल्ल) से प्रेम करने वालों को मैं यह शुभ समाचार देता हूं कि परम-पिता परमात्मा ने अपनी अपार दया से अपने भक्तो की रक्षा तथा धर्म की स्थापना, और संसार के सुधार के लिये क़ादियान की पवित्र भूमि में अपना पवित्र ज्ञान दे कर एक दैव विभूति को भेजा जिन का शुभ नाम श्री मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद जी महाराज है। आप ने ईश्वरीय आज्ञानुसार यह घोषणा की कि मैं ही इस समय कल्कि अवतार तथा भगवान कृष्ण का अवतार हूं। मैं ईसाईयों के लिये मसीह तथा मुसलमानों के लिये इमाम महदी का रुप धारण करके आया हूं। आप ने संसार में घोषणा करते हुये समस्त मानव जाति के नाम यह संदेश दिया कि :-

"वर्तमान युग में मेरा परमात्मा की ओर से (सुधारक) बनकर आना केवल मुसलमानों के सुधार के लिए ही नहीं है अपितु मुसलमानों हिन्दुओं और ईसाइयों तीनों धर्मो का सुधार निर्दिष्ट है। जिस प्रकार परमात्मा ने मुझे मुसलमानों और ईसाईयों के लिये 'मसीह मौऊद' बना कर भेजा है उसी प्रकार मैं हिन्दुओं के लिए (कृष्ण) अवतार के रुप में हूं। मैं लगभग बीस वर्ष से इस बात को घोषणा कर रहा हूं कि मैं उन दुष्कर्मों और पापों के विनाशार्थ जिनसे पृथ्वी दूषित हो गई है जिस प्रकार 'मसीह' (मर्यम का पुत्र) के रुप में हूं उसी प्रकार राजा कृष्ण के रुप में भी हूं जो हिन्दू धर्म के समस्त अवतारों में से एक बड़ा अवतार था अथवा यूं कहना चाहिए कि आध्यात्मिक दृष्टिकोण से मैं वही हूं। यह मैं अपने विचार और अनुमान से नहीं कह रहा अपितु यह सर्वान्तिर्यामी सर्वव्यापी परमात्मा जो पृथ्वी व आकाश का परमेश्वर है उसने यह सब कुछ मेरे पर प्रकट किया है। यह एक बार नहीं अपितु कई बार मुझे परमात्मा की ओर से बतलाया गया है कि तू हिन्दुओं के लिए कृष्ण और मुसलमानों एवं ईसाईयों के लिए मसीह मौऊद है यह परमात्मा की प्रकाश-वाणी और प्रेरणा है जिसका प्रकाशण करना मेरा परम-कर्त्तव्य है जिसके बिना मैं रह नहीं सकता। आज प्रथम दिवस है कि ऐसे बड़े जनसमुदाय में इस बात को मैं उपस्थित करता हूं क्योंकि जो लोग परमात्मा की ओर से आते हैं वे किसी तिरस्कार करने वाले अथवा अभिशाप देने वाले के तिरस्कार या अभिशाप से कभी भयभीत नहीं होते।"

(व्याख्यान सियालकोट)

शास्त्रोक्त चिन्ह

हम यह लिख आए हैं कि हिन्दू-शास्त्रों में जो लक्षण कल्कि अवतार के विषय में वर्णन किये हैं। इसी प्रकार ईसाई धर्म ग्रन्थों में ईसा मसीह के पुनार्गमन के जो चिन्ह बताए गए हैं एवं मुसल्मानों की धार्मिक पुस्तकों में इमाम महदी के समय के जो निशान बताए गए हैं वह वर्तमान युग में पूर्णतया विद्यमान हैं। और लोगों के हालात को देख कर यह कहना पड़ता है कि यदि भूत काल में अवतार की आवश्यकता थी तो आज महानतर है। आज का मनुष्य परमात्मा से विमुख हो कर पापों में लीन हो चुका हैं उस का एक ही उद्देश्य दीख पड़ता है कि जैसे भी हो धन और दौलत इकट्ठा कर के सुखमय जीवन गुज़ार जाये। इस में सन्देह नहीं कि संसार को अध्यात्मिक प्रकाश, अध्यात्मिक मुक्ति तथा अध्यात्मिक उन्नति की आवश्यकता आज से अधिक किसी भी युग में नहीं थी।

भिन्न भिन्न धर्म शास्त्रों से जो लक्षण पहले हम ने लिखे हैं उन से यह पता चलता है कि उस समय लोगों के हालात कैसे होंगे उनका करैक्टर और आचार कैसा होगा। अब हम उन चिन्हों का वर्णन करते हैं जो कलियुग में आने वाले महापुरुष की सत्यता को बताने के लिये आकाश तथा धरती में प्रकट होंगे।

चन्द्रमा तथा सूर्य को ग्रहण का लगना

हिन्दू शास्त्रों में कलियुग समाप्ति का एक चिन्ह यह लिखा है।

यदा चन्द्रश्च सूर्यश्च तथा तिष्य बृहस्पती
एक राशो समय्यन्ति तदा भवति तत्कृतम्

यह श्लोक श्रीमद् भागवत, विष्णु पुराण तथा महाभारतादि ग्रन्थों में लिखा हुआ है। इस में कलियुग की समाप्ति के समय ग्रहों की विशेष स्थिति का एक योग दिया गया है अर्थात जब चन्द्रमा, सूर्य बृहस्पति यह तीनों ग्रह समान अंशों में पुष्य नक्षत्र में एक ही राशी में इकटठे होंगे उसी समय से सतयुग का आरम्भ होगा। अर्थात जब यह चिन्ह प्रकट होगा तो कल्कि अवतार आ चुके होंगे और कल्कि अवतार के आने से कलियुग समाप्त हो कर सतयुग आरम्भ हो जायेगा।

इस चिन्ह में वास्तव में इस ओर संकेत किया गया है कि जब चन्द्रमा, सूर्य और बृहस्पति एक राशी में इकट्ठे होंगे तो चन्द्रमा और सूर्य को ग्रहण लगेगा। चुनाचि पंडित उदय शंकर "युग परिवर्तन" में लिखते हैं :-

"कई ज्योतिष का यह मत है कि नक्षत्रों पर विचार करने से यह सिद्ध हैं कि कलयुग समाप्त हो कर सतियुग का आरम्भ हो गया है यह योग 1990 को हो चुका है जब कि सूर्य को 3 घंटे तथा 1 पल और चन्द्रमा को 1 घंटे तथा 3 पल ग्रहण लगा था और उसी समय से सतयुग का आरम्भ हो चुका है।

युग परिवर्तन पं० उदय शंकर)

कलाम
हज़रत मिर्ज़ा बशीर अहमद साहिब

रज़ियल्लाहो तआला अन्हो

हुस्न अपना ही नज़र आया तो क्या आया नज़र,
ग़ैर का हुस्न भी देखे वह नज़र पैदा कर।
चश्मा-ए-अहबाब में गर तूने जगह पाई तो क्या,
हुस्न वह एहसां से दिल-ए-ख़स्म में घर पैदा कर।
यह ज़रो-माल तो दुनिया में ही रह जाएंगे,
हश्र के रोज़ जो काम आए वह ज़र पैदा कर।
अहमदी! गर तुझे बनना है सहाबा का मसील,
दस्त व बाज़ू वह दिल व सर, वह जिगर पैदा कर।
फिर वही नाला, वही नीमशबी उन की दुआ,
फिर वही गिरियां, वही दीद-ए-तर पैदा कर।
सख्त मुश्किल है कि इस चाल से मन्ज़िल वह कटे,
हां अगर हो सके परवाज़ के पर पैदा कर।

(रुहुलक़ुदुस के मूसीक़ार पृष्ट 133)

बब्बल प्रिंटिंग प्रैस, क़ादियां फोन 20121

प्रिंटर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी